عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

۶
جمادی الثانی
۱۴۲۲ھ
ستمبر
۲۰۰۱ء

لولاک

7 ستمبر کو یوم ختم نبوت منایا جائے

آج سے 27 سال قبل 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان میں قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس سال اتفاق سے 7 ستمبر کو جمعہ ہے۔ ملک بھر کے علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ خطبات جمعہ پر مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کے کفریہ عقائد سے عوام کو باخبر کریں۔ تمام جماعتی احباب اپنے اپنے حلقہ کے خطباء سے مل کر "یوم ختم نبوت" کو کامیاب بنائیں۔ دعاگو

فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

احقر سید نفیس الحسینی غفرلہ

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شرکاء کیلئے خوشخبری

11/12 اکتوبر 2001ء بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شرکاء کو اس دفعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام مطبوعات نصف قیمت پر ملیں گی۔ تمام شرکاء کانفرنس اس رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنی اپنی لائبریوں کو ختم نبوت کی کتب کا خزینہ بنادیں۔

احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

[illegible]

ماہنامہ لولاک ملتان

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

صاحبزادہ طارق محمود

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

رانا محمد طفیل جاوید

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 6 جلد نمبر 5/38

قیمت فی شمارہ ——— ۱۰

سالانہ ——— ۱۰۰

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا مفتی جمیل خاں
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا اللہ بخش
مولانا غلام حسین
چوہدری محمد اقبال
مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا محمد اسحٰق ساقی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع شکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کا دورہ بھارت	اداریہ	3
خیابان کالونی نمبر دو فیصل آباد میں قادیانی مبلغ کا قتل	ادارہ	5
مواعظ		
خطاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	8
شخصیات و تاثرات		
حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ	ادارہ	14
رد قادیانیت		
قادیانیت ایک نظر میں	مفتی عاشق الٰہی مدظلہ	17
مقالات و مضامین		
بکھرے موتی	مولانا اللہ وسایا مدظلہ	22
قادیانی جماعت ایک سابق قادیانی کی نظر میں	پروفیسر منور احمد ملک	26
دارالافتاء ختم نبوت	ادارہ	32
متفرقات		
حیات عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن کریم	مولانا فقیر اللہ اختر	35
مفسد اور مفتری قادیانی نبی	پروفیسر اسرار الحق	42
مکتوبات اکابر	ادارہ	46
مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ	سید شمشاد حسین	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56
قافلہ آخرت	ادارہ	61
تبصرہ کتب	ادارہ	63

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

صدر مملکت پرویز مشرف کا دورہ بھارت!

مذاکرات ناکام...... دورہ کامیاب!!!

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف بھارت کے سہ روزہ تہلکہ خیز سرکاری دورے کے بعد وطن واپس پہنچ گئے۔ بھارت کی سرزمین پر جس گرم جوشی سے انہیں خوش آمدید کہا گیا اس سے کہیں زیادہ سردمہری سے انہیں الوداع بھی کیا گیا۔ صدر پاکستان نے محبت کی فقید المثال یادگار تاج محل کے شہر آگرہ میں بھارتی وزیراعظم واجپائی سے دوبدو ملاقاتیں کیں۔ بالمشافہ مذاکرات کئے' آبائی گھر کی دیواروں سے باتیں بھی کیں' صحافیوں سے بے تکلفانہ بات چیت میں حصہ لیا۔ البتہ آستانہ اجمیر کی حاضری سے مشرف بادنہ ہو سکے۔

اخبارات کی شہ سرخیوں' خبروں کی تفصیلات اور سرکاری ترجمان کے دعوؤں کے مطابق مذاکرات ناکام رہے جبکہ دورہ کامیاب رہا۔ صدر مملکت کے تین روزہ اعصاب شکن اور مصروف ترین دورہ کا حاصل ایک ہی خبر ہے کہ بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی عنقریب پاکستان کا جوابی خیرسگالی دورہ کریں گے۔

18 جولائی کے اخبارات میں شائع ہونے والی پاکستانی وزیرخارجہ عبدالستار کی پریس کانفرنس' بھارت میں صدر مملکت کی بھارتی صحافیوں سے بات چیت اور جسونت سنگھ بھارتی وزیرخارجہ کی پریس کانفرنس کا تجزیہ کرنے سے پس پردہ بعض باتوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ہمارے وزیرخارجہ کا دعویٰ ہے کہ مذاکرات ناکام نہیں ادھورے ہیں۔ حالیہ مذاکرات مستقبل میں کشمیر کے حل کی طرف پیش رفت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بھارتی وزیرخارجہ نے بھی تقریباً اسی بات کا اعادہ کیا ہے کہ بات چیت ناکام نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ مذاکرات کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے معاہدہ نہ ہونے کے باوجود امن کی کوششیں اپنے ٹریک پر جاری رہیں گی۔

صدر مملکت نے صحافیوں کے ساتھ خصوصی نشست میں دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی اور محاذ آرائی کے خاتمہ کے لئے تین مراحل پر مشتمل میکانزم کا ڈرامائی اعلان کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ آگرہ میں ہونے والی سربراہی ملاقات اس تین نکاتی میکانزم کا پہلا قدم ہے۔ دوسرا مرحلہ کشمیر کو بڑے ایشو کے طور پر تسلیم کرنا اور اس کے لازمی حل کی حقیقت کو ماننا اور تیسرا مرحلہ اس کے پائیدار حل کو ڈھونڈنا ہے۔

صدر مملکت کے ساتھ بھارت جانے والے سینئر صحافیوں' قلم کاروں کی دورہ بھارت کے حوالہ سے غیر جانب دارانہ تجزیہ نگاری کچھ مدت تک ابر آلود رہے گی۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ستمبر میں نیویارک میں بھارتی وزیر اعظم اور صدر مملکت کی ملاقات متوقع ہے۔ اس کے بعد بھارتی وزیر اعظم واجپائی ایک بار پھر پاکستان کا دورہ کریں گے۔

جنرل صاحب کے دورہ بھارت میں قابل غور بات یہ ہے کہ دونوں ممالک کے سربراہوں میں ہونے والی ون ٹوون ملاقاتیں تو کامیاب رہیں اور مذاکرات ناکام رہے۔ یہاں تک کہ مشترکہ اعلامیہ کے کئی نکات پر اتفاق نہ ہو سکا۔ دونوں ملکوں کے سربراہوں کی پہلی ملاقات کا وقت پندرہ منٹ مخصوص تھا جو کہ ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ ون ٹوون ملاقات میں دونوں سربراہان کے درمیان کیا رازونیاز ہوئے' سیاسی حلقوں کی اس بات کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ صدر مملکت جنرل مشرف کا دورہ بھارت درحقیقت مستقبل کے مذاکرات کے ڈھانچہ کی بنیاد ہے۔ جنرل صاحب کے دورہ بھارت کے خاتمہ کے فوراً بعد امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان کی پریس بریفنگ بڑی معنی خیز ہے۔ وزارت خارجہ کے ترجمان رچرڈ باؤچر نے بتایا کہ امریکی وزیر خارجہ جلد بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں کا دورہ کریں گے۔

پاک بھارت سربراہی ملاقات کے بعد امریکی وزیر خارجہ کا پاک بھارت کا دورہ اس خطہ میں امریکہ کی غیر معمولی دلچسپی کی غمازی کرتا ہے۔ روس اور چین کے قریب آنے اور دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ ہونے کے بعد امریکہ کا پریشان ہونا ایک فطری امر ہے۔ امریکہ ہر جانب سے چین کو اپنے حصار میں رکھنا چاہتا ہے۔ جنوبی ایشیاء کے خطہ میں امریکہ کی دلچسپی کا مرکز اور محور اس کی یہی خواہش ہے کہ وہ دنیا کے اس کونہ سے نا صرف چین کو گھیرے میں لئے رکھے بلکہ اس علاقہ میں جاسوسی کے اڈے قائم کرکے اپنی عقابی نگاہیں چین کی سرگرمیوں پر مذکور رکھے۔ ایک اور بات واضح طور پر طے شدہ ہے کہ کسی بھی علاقے میں امریکہ کی دلچسپی اس کے مفادات سے مشروط ہے۔ بھارت امریکہ کی اس کمزوری سے بخوبی آگاہ ہے اور آج کل وہ امریکہ سے اسی طرح فائدہ اٹھا رہا ہے جس طرح روس کے خلاف افغانستان کی جنگ میں ہم نے امریکی گنگا سے ہاتھ دھوئے تھے۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کے دورہ کے دوسرے ہی روز امریکی جائنٹ چیف آف دی آرمی سٹاف کے چیئرمین جنرل ہیلری شلٹن بھارت کے حکومتی حکام' مسلح افواج کے سربراہوں سے مذکرات کے لئے دہلی پہنچ گئے۔ اگست میں سارک میں ہونے والی کانفرنس کے موقع پر پاک بھارت سیکرٹریوں کی سطح پر آئندہ پاک بھارت مذاکرات کے لئے راہیں ہموار کی جائیں گی۔ ستمبر میں نیویارک میں بھارتی وزیر اعظم واجپائی اور جنرل پرویز مشرف

کی ملاقات ہوگی۔ غالباً اس سے اگلے ماہ واجپائی پاکستان کا دورہ کریں گے۔ اس طرح مذاکرات کا دوسرا دور ہوگا۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بھارت معاہدہ شملہ اور اعلان لاہور کی روشنی میں پاک بھارت تنازعات کے حل پر زور دے رہا ہے۔ یہ تاریخ اور اپنے آپ کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوگا۔ اگر مسئلہ کشمیر سے متعلق ہم نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو فراموش کر دیا۔ مسئلہ کشمیر بہر طور اہل کشمیر کی امنگوں اور خواہشات کے مطابق حل ہونا چاہئے۔ یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہئے کہ مسئلہ کشمیر کا حل شملہ سمجھوتہ ' اعلان لاہور سے آگے بڑھنے میں نہیں بلکہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اقوام متحدہ کی قراردادوں سے رجوع کرنے میں ہے۔ جن میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ کشمیر میں رائے شماری ہی مسئلہ کشمیر کا واحد حل ہے۔

حالیہ مذاکرات کی ناکامی کے باوجود واضح دکھائی دینے والی تبدیلی مسئلہ کشمیر پر بھارتی حکمرانوں کے رویہ کی لچک تھی۔ اس کا ایک ثبوت تو حریت کانفرنس کے راہنماؤں کو صدر سے ملاقات و مذاکرات کی اجازت دینا تھا۔ جنرل مشرف نے مسئلہ کشمیر کو ترجیحی بنیادوں پر پیش کیا اور کسی بھی موقع پر دست کش ہونے کی کوشش نہیں کی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ مذاکرات کا جو ایجنڈا لے کر گئے تھے اس میں دونوں ملکوں کے تنازعات اور کشیدگی کے حوالہ سے کشمیر کو متنازعہ تسلیم کروانا تھا۔ وہ اس میں کس حد تک کامیاب رہے اس کا اندازہ دونوں ملکوں کے سربراہوں کی آئندہ ملاقات سے ہوگا اور اگلی ملاقات اور مذاکرات سے واضح ہوگا کہ کشمیر کے مسئلہ کی قسمت کا فیصلہ کس فارمولے کے تحت اور کس ایجنڈا کے تحت ہوگا۔ اخبارات کی اطلاعات اور سرکاری دعوؤں کو مدنظر رکھیں تو کہا جاسکتا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کے مذاکرات ناکام رہے البتہ دورہ کامیاب رہا!!!

خیابان کالونی نمبر دو فیصل آباد میں قادیانی مبلغ کا قتل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس کے رہنما صاحبزادہ طارق محمود نے کہا کہ 28 جولائی کو خیابان کالونی نمبر 2 میں قادیانی مبلغ شیخ نذیر احمد کا قتل مذکورہ علاقے میں قادیانیوں کی مسلسل شرانگیزیوں ' قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر ' لاقانونیت ' حاجت مند غریب مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنانے کا شاخسانہ ہے۔ قادیانی جماعت ایک مدت سے خیابان کو منی ربوہ بنانے کے منصوبے پر عمل کر رہی ہے۔ مہنگے داموں پلاٹ خرید کر یہاں قادیانی اقلیت کے افراد کو آباد کیا گیا۔ قادیانی مبلغ شیخ نذیر احمد مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت کے پیشہ سے منسلک تھا۔ اس لئے غریب مسلمانوں کو ورغلا کر اپنے مذہب میں شامل کرنا اس کا وطیرہ تھا۔ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اس نے مالی معاونت اور دینوی منفعت کی بنیاد پر کچھ مسلمانوں کو

گمراہ کر کے قادیانی بنایا۔ خیابان کالونی میں قادیانیوں نے ایک کوٹھی کو عبادت گاہ بنا کر مرزائیت کے پرچار کا مرکز بنایا۔ کسی بھی رہائشی مکان یا کوٹھی کو قانوناً عبادت گاہ نہیں بنایا جاسکتا۔ یہاں جمعہ کے روز قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کی تقریر ڈش کے ذریعے سنائی جاتی تھی۔ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں علاقہ بھر کے مسلمانوں کے لئے اس لئے بھی دل آزاری اور تشویش کا باعث بنتی رہیں کہ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے مرکز میں ورغلا کر لے جاتے۔ دعوت و تبلیغ کے علاوہ انہیں مرزائیت کا لٹریچر بھی دیتے۔ گزشتہ سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بڑی تگ و دو کے بعد قادیانی عبادت گاہ کو قانوناً سیل کروادیا۔ لیکن قادیانی اس کے باوجود اپنی سرگرمیوں سے باز نہ آئے۔ اسی علاقہ میں واقع ایک مخصوص موٹر کمپنی کے مالک کی کوٹھی میں آج کل بھی جمعہ ہوتا ہے جو خلاف قانون ہے۔

اخبارات' جرائد کا ریکارڈ گواہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ کو بار بار حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا جاتا رہا کہ قادیانی جماعت ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت خیابان کو ثانی ربوہ بنانا چاہتی ہے اور قادیانی مبلغین کی ارتدادی سرگرمیاں اشتعال انگیزی کے باعث لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کر سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم عدم تشدد کے قائل ہیں۔ ملکی سلامتی اور امن وامان ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہیں۔ قادیانیوں نے ہماری اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ فیصل آباد کے نواحی چکوک اور ملک کے دیگر حصوں سے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں' اشتعال انگیزیوں اور جارحیت میں اچانک اضافہ 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی اقدام کے بعد ہوا۔ ملک میں جب بھی فوجی انقلاب آتا ہے قادیانی جماعت اسی خوش فہمی کا شکار ہو جاتی ہے کہ پاکستان کا آئین منسوخ ہو جائے گا اور جس آئینی ترمیم کے ذریعے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا وہ کالعدم قرار پائے گی۔ چنانچہ قادیانیوں نے پراپیگنڈہ مہم کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ جنرل پرویز مشرف انہی کے آدمی ہیں۔ لیکن جب جنرل پرویز مشرف نے اسلامی دفعات اور قادیانیوں سے متعلق 1974ء کی آئینی ترمیم کو تحفظ دینے کا اعلان کیا تو قادیانی جماعت کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور قادیانی جماعت کے تیور بدل گئے۔ جنرل صاحب کی حکومت 60 کروڑ ڈالر کا قرضہ ورلڈ بینک سے لینے میں کامیاب ہوئی تو قادیانی جماعت نے ان کی حکومت کو ناکام بنانے کی سازش پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دنوں تخت ہزارہ کا خونی واقعہ رونما ہوا۔ قادیانیوں نے ملک کے مختلف حصوں میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ کھڑا کرنے کی کوشش کی۔

قادیانی مبلغ شیخ نذیر احمد کا قتل دن دھاڑے ہوا۔ یہ (Blind murdered) نہیں۔ ملزم بہرام خان نے تھانے حاضر ہو کر یہ اقبال جرم کر کے غازی علم دینؒ حاجی مانکؒ کی یاد تازہ کر دی کہ اس نے مرتد کافر' دشمن رسول ﷺ کو جہاد اور ثواب کی نیت سے قتل کیا۔ وہ قادیانیت کی تبلیغ کر کے غریب مسلمانوں کو گمراہ کرتا تھا۔ قادیانیوں نے اصل حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے ایک مقامی مسلمان تاجر عبدالاشفاق کو قتل میں ملوث کر کے یہ تاثر

دینے کی کوشش کی ہے کہ وجہ عناد ایک پلاٹ تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر ایف آئی آر میں قتل کے ملزم بہرام خان کی بلکار کے وہ جملے بھی شامل کئے جاتے جو اس نے اقدام قتل سے قبل کہے تھے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کے غیض وغضب سے بچنے کے لئے مقدمے کو دینی رنگ دینے کی بجائے ذاتی پرخاش کا مقدمہ بنایا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ قتل کے اسباب ومحرکات کو مدنظر رکھ کر تفتیش کی جائے۔ قادیانی مبلغ شیخ نذیر احمد کے قتل کے بعد خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے جیپوں ویگنوں میں سوار ہو کر اسلحہ لہرایا۔ مخالف مسلمانوں کے گھروں اور علاقہ میں مسلمانوں کی مساجد کی وڈیو فلم بنائی۔ جس سے علاقہ بھر کے مسلمانوں میں اشتعال پایا جاتا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کی اس دیدہ ،ہنی ‘ قانون شکنی کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ ان سے ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے۔ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے پابند کیا جائے۔ علاقہ میں نور آمنہ سکول کی آڑ میں تبلیغ کے قادیانی مرکز کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے۔ حکومت وانتظامیہ نے اگر بروقت اقدام نہ کیا تو قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کے خلاف شدید اضطراب..........اشتعال ہوگا جو موجودہ حالات میں کسی طرح ملک وملت کے لئے بہتر نہ ہوگا۔ لہٰذا قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں روکنا حکومت کا فرض ہے۔

بقیہ : مفسد و مفتری

اور مزید لکھنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیانی عوام کو صاف الفاظ میں یوں بتایا :

”اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں (۱)...... میرا نام مریم رکھا۔ (۲)...... دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ (۳)...... پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

قادیانی حضرات کو بہت بہت مبارک ہو کہ غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ اپنی عین زندگی ہی میں دوسرا جنم حاصل کر کے عیسیٰ ابن مریم ہو گیا۔ یا اس وقت اس کی والدہ محترمہ یعنی چراغ بی بی کی روح پر کیا گزری ہوگی جب اس (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو ابن مریم کہا ہوگا؟۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ ابن مریم کو اپنے پیٹ سے جنا ہوگا تو اس وقت اس کی کیا حالت ہوگی؟۔ یہ سب کچھ ہمیں کسی قادیانی ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

اوارہ

بدعات

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

خطبہ مسنونہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ امابعد!

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ ۔“

” قال رسول اللہ ﷺ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء راشدین المھدیین“

آنحضرت ﷺ نے جو عمل ہمیں جس طرح کرکے دکھایا اصل میں وہی دین ہے۔ اسلام کا منشاء بھی یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں حضور ﷺ کے اسوہ اور نمونہ کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ اس کو اسلامی اصطلاح میں اتباع سنت کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور ﷺ کے نمونہ اور طریقہ کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ یہی مضمون حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”علیکم بسنتی“ میرے طریقے کو لازم پکڑو۔ سنت کا لفظ اسلامی اصطلاح میں دو طرح سے استعمال ہوا ہے۔ احکامات میں ‘مثلاً ایک حکم فرض ہے۔ ایک واجب ہے۔ احکام میں ایک چیز کا درجہ سنت کا ہے پھر سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ۔ اس طرح بعض سنت عادیہ ہوتے ہیں اور احکام میں ایک درجہ مستحب کا ہے۔ احکام میں فرض ‘واجب ‘سنت ‘مستحب اور جائز ان میں جو سنت کا لفظ ہے اس کے علاوہ سنت کا ایک عام معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ہر حکم میں خواہ وہ درجہ میں فرض ہو یا واجب ہو ‘سنت مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ یا سنت عادیہ ہو ‘مستحب ہو یا وہ کام جو اسلام میں جائز ہیں ان تمام احکام و معاملات میں اس طریقے اور طرز پر عمل کرنا ‘جیسے وہ عمل حضور ﷺ نے کیا یہ سنت کا عمومی معنی ہے۔ آج کی تقریر میں اس کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔

عربی کا ایک مشہور محاورہ ہے: ”الا شیاء تعرف بالاضدا دھا ۔“ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ مثلاً دن کب ختم ہوگا جب رات قائم ہوگی۔ رات اور دن آپس میں ضد ہیں۔ دونوں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتے۔ سنت بھی اپنی سعد سے پہچانی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ کے طریقہ پر عمل کرنا سنت ہے اور حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف عمل کرنا اس کا نام بدعت ہے۔ سنت عبادت ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور باعث برکت بھی

ہے۔بدعت گناہ تو ہے ہی۔بدعات پر عمل کرنے والے کی زندگی میں خواہ بظاہر کام اچھے ہوں بجائے نورانیت کے گناہ والی نحوست پیدا ہوتی ہے۔

بعض لوگوں نے بدعت کی تقسیم کی ہے کہ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے۔بدعت حسنہ' بدعت سیئہ۔یعنی بعض بدعتیں اچھی ہوتی ہیں اور بعض بری ہوتی ہیں۔تو اچھی بدعت کا ارتکاب صحیح ہے۔بری بدعت ہی بری ہوتی ہے۔بدعات کا زیادہ رواج جب ہندوستان میں ہوا تو بدعات کا رواج دینے والے لوگوں نے بدعت کی ایک قسم بدعت حسنہ نکال لی اور اس طرح اتباع سنت اور بدعات پر عمل دونوں کو خلط ملط کر دیا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ بدعت کی یہ تقسیم غلط ہے۔بدعات پر عمل پیرا ہونا گناہ اور خطاء ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:"کل بدعة ضلالہ۔"کہ ہر بدعت گمراہی ہے:" وکل ضلالة فی النار۔"اور ہر گمراہی کا انجام آدمی کو آگ میں دھکیل دے گا۔اس لئے بدعت کی تقسیم کرنا کہ اچھی بدعت اور بری بدعت یہ حضور ﷺ کی اس حدیث کے خلاف ہے۔شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے زمانہ میں بدعات کا سیلاب آیا سیلاب۔لوگ دین میں من مانی کرنے لگے۔اس پر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کلمہ حق بلند کرتے ہوئے اتباع سنت کی خوب توضیح و تشریح کی اور علی الاعلان کہا کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوا کتی۔حسن و خوبی صرف اور صرف سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں ہے۔بدعت کی شکل بظاہر کیسی ہی خوشنما ہو گناہ ہے اور معصیت ہے۔

اس پر ایک اعتراض ہوتا ہے پہلے اس کا جواب دے دوں پھر مضمون شروع کروں گا۔سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں لوگ تراویح کی نماز مختلف ٹولیوں میں پڑھتے تھے۔مثلاً ایک آدمی مسجد کے اس کونے میں اکیلا تراویح پڑھ رہا ہے اور ایک آدمی دوسرے کونے میں قرآن پڑھ رہا ہے۔دو صحابہؓ اس کے پیچھے سن رہے ہیں۔ایک تیسرا آدمی اس طرح قرآن کریم پڑھ رہا ہے کہ دس صحابہؓ اس کے پیچھے تراویح کی نیت باندھے کھڑے ہیں۔یوں مختلف گروپوں اور ٹولیوں میں دو دو' چار چار' دس دس کے گروپ تراویح میں قرآن کریم پڑھتے اور سنتے اور سناتے ہیں تو ایک روز فاروق اعظمؓ تشریف لائے۔مختلف گروپ قرآن پڑھنے والے اور ان کے پیچھے مختلف متعدی دیکھے تو فرمایا کیا ہی اچھا ہو کہ قرآن سنانے والا ایک ہی امام ہو اور باقی سب اسی کے پیچھے اقتداء کریں تو آپ نے دو اکابر صحابہ کرامؓ کو مقرر کر دیا کہ یا تو تراویح پڑھایا کر' یا تو تراویح پڑھایا کر اور باقی تمام مسلمانوں سے فرمایا کہ سب ایک ہی امام کے پیچھے تراویح پڑھیں۔اس پر عمل ہونے لگا۔ایک شب سیدنا فاروق اعظمؓ گشت پر تشریف لے گئے اور پھرتے پھراتے واپس مسجد نبوی تشریف لائے رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا۔آپ نے جب یہ منظر دیکھا کہ ایک امام قرآن سنا رہا ہے اور باقی سب اس کے پیچھے سن رہے ہیں تو یہ منظر دیکھ کر آپؓ کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ جملا نکلا:" نعمت

البدعه هذه" یہ بدعت بڑی اچھی ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے دلیل پکڑی ہے کہ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ حضرت عمرؓ کا "نعمت البدعت هذه." سے کیا منشاء تھا یہ تو میں علیحدہ ذکر کروں گا ایک ضروری بات سمجھ لیجئے کہ حضور علیہ السلام کا عمل بھی سنت ہے خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا عمل بھی سنت ہے تو گویا حضور علیہ السلام کے طرز عمل اور صحابہ کرامؓ کے طرز عمل دونوں کا سنت ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے :"عليكم بسنتي وسنت الخلفاء راشدين المهديين" کہ میری سنت کو بھی لازم پکڑو اور میرے بعد میرے صحابہؓ کی سنت کو بھی لازم پکڑو تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کے طریقہ اور عمل کو بھی سنت فرمایا۔ اس لئے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ حضرت عمرؓ کا تمام مسلمانوں کو ایک امام کے پیچھے نماز تراویح میں جمع کرنا یہ بدعت ہے ہی نہیں۔ اب اس واقعہ سے بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ کہنا تو یہ بات ہی غلط ہے۔ کسی صحابیؓ کا فعل بدعت ہو تا ہی نہیں۔ خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ کرامؓ کا اجتماعی طریقہ اور عمل یہ بھی سنت میں داخل ہے۔ اب میں اتنی تمہید کے بعد مضمون شروع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :" لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه."

ترجمہ :...... ﴿اے میرے بندو! ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا جو عمل ہو گا وہ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہو گا۔﴾

اس آیت مبارکہ میں ہمیں حضور علیہ السلام کے طریقوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر عمل میں وہ طریقہ اختیار کرو جو حضور علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ اسلام میں حضور علیہ السلام کا طریقہ کتنا ضروری ہے اور حضور علیہ السلام کے عمل کے طریقہ کی حفاظت کے لئے شریعت نے کتنا اہتمام کیا اس پر ایک بات عرض ہے۔ دنیا میں آدمی مختلف قسم کے کام کرنے والے ہیں۔ جتنی ضرورتیں اتنے ہی کام۔ ہر کام میں جو چیز بہت ضروری اور اہم ہو اس کا اتنا ہی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی جب سفر کرتا ہے تو سامان سفر کا جائزہ لیتا ہے۔ دوران سفر جس چیز کی جتنی زیادہ ضرورت ہو اس کو بقدر ضرورت اہمیت دیتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ میرے پاس حسب ضرورت رقم ہے۔ کیا میرے پاس موسم کے مطابق کپڑے اور بستر ہے۔ قاری قرآن ہے تو پھر یہ سوچتا ہے کہ دوران سفر تلاوت کے لئے کیا میرے ساتھ قرآن مجید ہے۔ عالم دین ہے تو کتاب ساتھ لیتا ہے اور کوئی منچلا تاش بھی ساتھ لے لیتا ہے۔ تو ہر چیز کی ایک ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی کوئی چیز زیادہ ضروری ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھئے کہ حضور علیہ السلام کے عمل کی حفاظت کیوں کی گئی اور اس کا اس قدر اہتمام کیوں کیا گیا۔ یہ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا جو عمل تھا وہی دین تھا۔ وہی شریعت تھی۔ دین اسلام کی بنیاد حضور علیہ السلام کی سنت تھی۔ اس لئے اس کی پوری حفاظت کی گئی لیکن یہ حفاظت کیسے کی گئی۔ اس بات کو ذرا توجہ سے سنو!

آنحضرت ﷺ کی نبوت کی زندگی 23 سال ہے۔ جب حضور ﷺ کی نبوت کی تقریباً آدھی زندگی گزر گئی تو قرآن کریم کا اکثر حصہ نازل ہو چکا تھا۔ شریعت کے بھی اکثر احکامات نازل ہو چکے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے عمل کے طریقے اور سنت کی حفاظت کا اہتمام کیا اور وہ یوں کیا کہ آنحضرت ﷺ ایک شادی تو نبوت سے قبل ہوئی۔ وہ شادی آپ ﷺ نے اپنی مرضی اپنی صوابدید پر کی تھی۔ پہلی شادی کے موقع پر آپ کی عمر مبارک 25 سال کی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوا کرتی تھی۔ جب آپ ﷺ کی عمر 52/53 سال کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اور نکاح کریں۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے آغاز وحی پر نہیں دیا بلکہ آغاز وحی کے 13/14 سال بعد جب شریعت کے اکثر احکامات نازل ہو چکے' قرآن کریم کا اکثر و بیشتر حصہ نازل ہو چکا تو مزید نکاح کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی تو پیدا نہیں کرنا تھا۔ حضور ﷺ کے عمل نے ہی دین بننا تھا اور حضور ﷺ کے عمل نے قیامت تک باقی رہنا تھا۔ اگر کوئی اور نبی پیدا ہونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اتنا اہتمام نہ کرتے چونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونا نہیں تھا اور آپ ﷺ ہی کے اوپر سارے عالم کے لئے دین کی تکمیل ہونا تھی تو آپ ﷺ کے ایک ایک عمل ایک ایک طریقہ ایک ایک سنت کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا۔ حضرات صحابہ کرامؓ اور صحابیات اور حضرات امہات المومنین کے ذریعے حضور ﷺ کی عملی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے گردش فلک کے 24 گھنٹوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ رات اور دن۔ حضور ﷺ کی زندگی کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک زندگی دن کی اور ایک زندگی رات کی۔ دن کی زندگی میں جو چاہے' جب چاہے' جیسے چاہے فیض حاصل کر سکتا تھا۔ رات کی زندگی میں ہر فرد آپ ﷺ کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جب گھر میں ہوں تو میری ضرورت کے مطابق میری بیوی بھی ہونی چاہئے۔ اگر ایک بیوی کی ضرورت ہو تو آدمی ایک ہی بیوی سے نباہ کر لیتا ہے اگر دوسری کی ضرورت ہو تو دوسری شادی کر لیتا ہے۔ جب بیوی ہو گی تو بچی بھی ہو گی' بچہ بھی ہو گا' بیٹے' بیٹیاں سب ہو گئے ہیں۔ بیٹا ہو گا تو گھر میں بہو بھی آئے گی۔ تو گھریلو زندگی میں کسی غیر مرد کا آنا' بیٹھنا کچھ سیکھنا یا پوچھنا ناممکن ہوتا ہے۔ چونکہ نبی کی زندگی خواہ دن کی ہو خواہ وہ رات کی ہو دین کا حصہ ہوتی ہے۔ نبی نے جہاں دنیا کو یہ بتانا ہے کہ دن کی زندگی کس طرح گزارنی ہے؟ وہاں یہ بھی بتانا ہے کہ رات کی زندگی کس طرح گزارنی ہے۔ نبی نے یہ بھی بتانا ہے کہ مردوں کے ساتھ زندگی کیسے گزارنی ہے اور عورتوں کے ساتھ کیسی زندگی گزارنی ہے۔ یہ بھی بتانا ہے کہ بیٹے نے ماں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے اور ماں نے بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ باپ کے ذمہ بیٹی کے کیا حقوق ہیں۔ یہ تمام حقوق اور فرائض کی ادائیگی کا طرز اور طریقہ حضور ﷺ کے

طرز عمل سے سیکھنا' جاننا' سمجھنا اور پھر ہر بڑے اور چھوٹے مرد اور عورت کا ان حقوق کو اس طریقہ سے ادا کرنا جیسے حضور علیہ السلام نے ادا کر کے دکھلائے تو حضور علیہ السلام کا ایسا ہر ہر عمل دین اور شریعت تھا تو زندگی کا ایک حصہ جیسے دن کے معاملات تھے اس طرح زندگی کا ایک حصہ رات کے معاملات بھی تھے۔ دونوں ہی دین تھے۔ آپ علیہ السلام کی زندگی کے رات کے حصے کی حفاظت امہات المومنین کے ذریعہ کی گئی۔ 25 سال کی عمر میں ایک نکاح' عمر 40 سال کی ہوئی اور آپ علیہ السلام نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ بی بی وہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ۔ 10 سال زمانہ نبوت گزرا آپ علیہ السلام کی عمر 50 سال کی ہوئی تو آپ علیہ السلام کے نکاح میں وہی ایک خاتون۔ جب نزول شریعت' نزول احکام' نزول قرآن کریم پایہ تکمیل کو پہنچنے والا ہوا اور آپ علیہ السلام کی زندگی کا اب تھوڑا حصہ باقی رہ گیا اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی ساری زندگی کے اعمال کی حفاظت مقصود تھی تو حکم دیا گیا کہ اب زیادہ شادیاں کرو۔ یہ زیادہ نکاح آپ علیہ السلام کے بڑھاپے میں ہوئے پچاس سال کی عمر میں۔ جوانی کی زندگی۔ اس میں ایک حضرت خدیجہ ؓ آنحضرت علیہ السلام کے نکاح میں رہیں۔

آپ دوست جانتے ہیں کہ شادی بیاہ میں عام دستور یہ ہے کہ شادی کی چاہت بالحاظ عمر ہوتی ہے اور وہ جوانی ہے بڑھاپا نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ادھیڑ عمر آدمی کی اگر بیوی فوت ہو جائے تو وہ ادھیڑ عمر آدمی اپنی عمر کی بیوی تلاش کرتا ہے کیونکہ بڑی عمر میں شادی مجبوری اور ضرورت کی شادی ہوتی ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ حضور علیہ السلام کو 52/53 سال کی عمر کے بعد حکم فرمایا کہ ایک نکاح کرو' پھر حکم فرمایا کہ ایک اور نکاح کرو' پھر حکم دیا کہ ایک اور نکاح کرو' پھر فرمایا کہ ایک اور نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت علیہ السلام کو جو حکم دینے لگے تو بارہ شادیوں کا حکم دے دیا۔ اول تو اللہ تعالیٰ کا اس بات سے کیا تعلق کہ نبی سے فرمائیں کہ نکاح کرو.................. کیوں ؟۔

یہ تو انسانی ضرورت ہے کوئی کرے یا نہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی حکمتوں پر قربان جائیں کہ اپنے پیارے اور محبوب نبی کی جوانی کی زندگی جو ایک خاتون کے ساتھ بسر ہوئی اسی سے اولاد ہوئی۔ تین بیٹے ہوئے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔ جب عمر اخیر حصہ کو پہنچی تو حکم دیا گیا اور شادیاں کرو۔ ایک نکاح' دوسرا نکاح' تیسرا نکاح حضور علیہ السلام نے حکم خداوندی کئے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ علیہ السلام کی رات کی زندگی اس کا طرز بیوی' بیٹی' ماں' بہن' خالہ' پھوپھی' چچی' بیٹیاں' معمر خواتین' ان تمام کے حقوق کی ادائیگی کا طرز طریق سمجھانے اور ادا کرنے کے طور طریق محفوظ کرنے کے لئے آپ علیہ السلام کو بارہ گھر اور حقیقت میں بلاوہ بیویاں گویا خواتین کی بارہ تربیت گاہیں عطا کیں۔ حضور علیہ السلام کے بعد کے یہ سب نکاح حکم خداوندی تھے اور بغرض تکمیل دین تھے۔ صحت کے باوجود

آپ ﷺ کی کوئی اولاد کسی اور بیوی سے نہیں ہوئی۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ دن کو صحابہ کرامؓ کے ذریعے اور رات کو ازواج مطہرات کے ذریعے آپ ﷺ کے شب وروز کے اعمال و معاملات جو دین اور شریعت تھے محفوظ کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ ہر صحابیؓ نے اپنی ہمت واستطاعت سے حضور ﷺ کی ایک ایک سنت کو' ایک ایک ادا کو' اور ایک ایک طرز کو محفوظ کیا گیا۔ اسی طرح ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کی بقیہ نجی خانگی اور گھریلو زندگی کے ایک ایک لمحہ کو محفوظ کیا تاکہ آپ ﷺ کا ایک ایک عمل' ایک ایک طریقہ' ایک ایک لمحہ' خواہ دن کا ہو' خواہ رات کا۔ محفوظ ہو جائے۔

اب میں اس بات کو ایک اور انداز سے آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں جس سے آپ کے ذہن میں حضور ﷺ کے زیادہ نکاح اور نکاح کرنے کی غرض اور حکمتیں مزید اچھی طرح واضح ہو جائیں گی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق علیم اور حکیم کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ لفظ علیم سے اللہ تعالیٰ کی وسعت علم بتانا مقصود ہے اور حکیم سے اللہ تعالیٰ کے ہر ہر فعل میں کئی کئی حکمتوں کا ہونا بیان کرنا مقصود ہے۔ مثال کے طور پر ذرا غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی روح قبض کرنے کی ڈیوٹی فرشتہ کی لگائی۔ انسان کی نہیں لگائی۔ اگر انسان کی ڈیوٹی لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انسان انسان کی روح تو قبض کر لیتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ روتا بھی رہتا۔ کیونکہ روح نکالنے والا انسان بحیثیت ایک انسان کے انسانی جذبات رکھنے کی وجہ سے اور انسانی تعلقات بیٹا' بیٹی' بہن' بھائی' والد' والدہ یہ رشتے داریاں رکھنے کی وجہ سے کسی کی جان نکالتے وقت جب مرنے والے کے رشتے دار روتے تو یہ بھی ساتھ روتا رہتا۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے روح نکالنے کی ڈیوٹی فرشتہ کی لگائی جس کی نہ بیوی نہ بچہ۔ روح نکالنے کا حکم ملا روح نکالی اور جان لے کر ہوا ہو جاتا ہے اور گھر والے روتے ہی رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جب اعمال محفوظ کرانے کا ارادہ فرمایا تو حکیمانہ انداز سے چن چن کر ان عورتوں کو آپ ﷺ کے نکاح میں لانے کا فیصلہ فرمایا جو آپ ﷺ کے اعمال کو اور طرز زندگی کو یاد رکھ سکیں۔ کون کون سی عورتیں ایسی تھیں جن کے مقدر میں اب مزید اولاد نہ تھی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم تھا تو انہی عورتوں سے مزید عقد ہوئے اور پھر ان سے آپ ﷺ کی کوئی اولاد نہ ہوئی اور یہ ایسی خوش بخت' خوش نصیب مبارک اور پاکیزہ خواتین تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین کے اس حصے کی حفاظت کے لئے چنا اور منتخب کیا جو چار دیواری کی گھریلو زندگی اور رات کی زندگی تھی اور یہ کام نہ اولاد والی سے ہو سکتا تھا نہ ایک اور دو سے ہو سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ منشاء یہ تھی کہ نکاح زیادہ ہوں' بیوہ عورتوں سے ہوں اولاد کسی سے نہ ہو تاکہ جو کام اللہ تعالیٰ ان سے لینا چاہتے ہیں وہ احسن طریقے سے لیا جا سکے.........وہ کام کیا تھا؟......!!!

ادارہ

7 ستمبر ایک یادگار دن

بیاد حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ

روایات اسلاف کے امین........... محافظ تحریک ختم نبوت 1974ء

1974ء میں قادیانیوں کا غرور حد سے بڑھ چکا تھا۔ قادیانی سربراہ اپنے جماعتی نظم وضبط کے ساتھ بے پناہ سرمایہ خرچ کر کے ایک جماعت کو برسر اقتدار لائے تھے۔ وہ نشہ اقتدار میں مخمور ہو کر انتہائی ظالمانہ کارروائیوں پر اتر آئے تھے۔ فوج کے بری' بحری' فضائی تینوں شعبوں پر ان کا کنٹرول تھا۔ سول انتظامیہ کے اعلیٰ کلیدی عہدے ان کے قبضہ میں تھے۔ وزیر اعظم پاکستان قادیانی سربراہ کے ممنون احسان تھے۔

1974ء کا سال قادیانیوں کے کروفر اور ان کی خرمستیوں کا سال تھا۔ عام محب وطن مسلمان کا سیاسی جماعتوں کے قائدین' دینی جماعتوں کے رہنما ان حالات سے بہت مایوس اور پریشان تھے۔ قادیانیوں کے سالانہ جلسہ دسمبر 1973ء کے موقع پر قادیانی سربراہ کو پاک فضائیہ کے طیاروں کا سلامی دینا' پاک فضائیہ کے سربراہ ظفر چوہدری کا متعصب قادیانی ہونا' ایسے بہت سے خطرناک حالات وواقعات سے تمام پاکستانی پریشان تھے۔ قادیانی بھٹو صاحب کی حکومت کو قادیانی حکومت سمجھتے اور باور کراتے تھے۔ ان کے ذہنوں میں یہ بھوت سوار تھا کہ آنے والے وقت میں اب پاکستان پر مکمل قادیانیوں کی حکومت ہوگی۔

ان خیالی جھنڈیوں میں مخمور قادیانی سربراہ نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ پر اس وقت حملہ کروایا جب وہ مری' اسلام آباد کے تفریحی ٹور کے بعد بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان کا سفر کر رہے تھے۔ نشتر میڈیکل کالج کے ان طلبہ کی گاڑی 29 مئی 1974ء صبح 10 بجے جب ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو جستی بیدوں اور ہنٹروں سے مسلح 150 کے قریب قادیانی غنڈوں نے ان طلبہ پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں گاڑی سے نیچے اتار اتار کر شدید زد وکوب کیا جس کی نگرانی اس وقت قادیانی خلیفہ کے بھائی اور موجودہ ان کے خلیفہ مرزا طاہر کر رہے تھے۔ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کی پٹائی پاکستان کے تمام غیور مسلمانوں کی توہین کے برابر تھی۔

اس واقعہ نے قادیانیت کے بد دماغ ذہنوں کا اندرونی خبث عیاں کر دیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ پوری پاکستانی قوم کا خون کھولنے لگا۔ زخمی طلبہ کو لے کر چناب ایکسپریس ربوہ ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہو کر جب فیصل آباد پہنچی تو اسٹیشن پر مضطرب وبے قرار صدمہ اور غم سے نڈھال مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ طلبہ نشتر میڈیکل کالج کو تسلی دینے اور سینے سے لگانے کے لئے ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پر پہلے سے موجود تھے۔ مسلم طلبہ پر

قادیانیوں کے حملہ کی خبر جب شہر فیصل آباد میں پھیلی تو پورا شہر ریلوے اسٹیشن پر امڈ آیا۔ حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ نے اس موقع پر ریلوے پلیٹ فارم کی دیوار پر کھڑے ہو کر ایک تاریخی خطاب فرمایا اور کہا:

عزیز نوجوانو! جو ضربات آپ کے جسم پر لگائی گئی ہیں وہ در حقیقت ہمارے قلب و جگر پر لگائی گئی ہیں۔ ان ضربات سے نا صرف آپ کے نرم و نازک اجسام زخمی ہوئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پوری ملت اسلامیہ کا جسم لہولہان ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے جسموں سے نکلے ہوئے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب ان دشمنان اسلام قادیانی گماشتوں سے ضرور لیا جائے گا اور اب ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دلوا لیتے۔ ریلوے اسٹیشن پر زخمی طلبہ کو ابتدائی طبی امداد علاج معالجہ اور دیگر ضروریات کے ساتھ ساتھ انہیں ائیر کنڈیشنڈ ڈبے میں ملتان روانہ کیا گیا۔

اگلے روز اخبارات کے ذریعہ مسلم طلبہ پر قادیانیوں کے منظم حملہ اور انہیں شدید ضربات پہنچانے کی خبر ملک کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ مسلمان جذبات سے بے قابو ہو کر قادیانیت کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے۔ یہ وہ دور تھا کہ تحریک ختم نبوت کی قیادت اور امارت کی ذمہ داری حضرت علامہ شیخ محمد یوسف بنوریؒ نباہ رہے تھے۔ سانحہ ربوہ کے اثرات براہ راست فیصل آباد شہر پر پڑے۔ فیصل آباد کے شہریوں نے حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی زیر قیادت مثالی کردار ادا کیا۔ بھٹو گورنمنٹ نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی کمیشن قائم کیا جس سے حالات نارمل ہونے کی بجائے مزید سنگینی اختیار کر گئے۔ پاکستان کے غیور مسلمان فتنہ قادیانیت کو کچلنے اور انہیں آئینی اور قانونی طور پر دائرہ غیر مسلم اقلیت میں لانے سے کم کسی بات پر اپنے کو راضی اور مطمئن نہ پاتے تھے۔ بالآخر جو ضربات نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کے جسموں پر لگائی گئی تھیں اس سے شدید ضربات قادیانیت کے تابوت میں پیوست کی گئیں اور قومی اسمبلی پاکستان کے متفقہ فیصلہ پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ کا اعلان کیا۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے عشاق میں سے تھے۔ انہیں دیوانگی کی حد تک امیر شریعتؒ سے عقیدت و محبت تھی۔ موصوف نے چنیوٹ میں حضرت امیر شریعتؒ کا پہلا خطاب سنا تو بس پھر ان کی ذات' ان کے مشن' ان کی تحریک اور ان کی دینی جدوجہد کے ہو کر رہ گئے۔ حضرت امیر شریعتؒ کے رفقاء میں سے جس عظیم شخصیت کی نظر قادیانیوں کی اندرون اور بیرون ملک سیاسی اور سازشی سرگرمیوں پر ہمیشہ رہتی تھی وہ واحد شخصیت حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی تھی۔ ایک موقع پر موصوف نے اپنے ہفت روزہ لولاک میں قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی امریکہ میں روسی سفیر سے خفیہ ملاقات کی خبر شائع کر دی۔ خبر صحیح تھی اور یہ ایسی خبر تھی کہ خود حکومت پاکستان اس سے بے خبر تھی۔

چنانچہ حکومت کی آرمی انٹیلی جنس نے فوجی دباؤ کے تحت خبر کے ذرائع معلوم کرنا چاہے تو مولانا تاج

محمود صاحبؒ ڈٹ گئے اور بڑی جرات سے جواب دیا کہ میں اپنے ذرائع اور سورس کسی قیمت پر نہیں بتاؤں گا۔ میں جو لکھتا ہوں صحیح معلومات کی بناء پر لکھتا ہوں اور آئندہ بھی قادیانیوں کی سازشی حرکات اسی طرح لکھتا رہوں گا۔ حضرت موصوف کی شخصیت ایسی ذی فہم' ذی رائے اور گہری سوچ رکھنے والی تھی کہ اسی بناء پر انہوں نے قادیانیوں کے شہر چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا ناصر ان کی گہری سازشوں کی خوب تر گرفت کئے رکھی جو ہفت روزہ لولاک میں مسلسل اور برابر شائع کرتے رہے۔ آپ کی تحریرات' مضامین فتنہ قادیانیت کے سیاہ چہرہ کو صاحب حکمران لوگوں پر مسلسل واضح کرتے رہے۔

29 مئی کے سانحہ ربوہ جس میں نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کو شدید زدو کوب کیا گیا نے مولانا تاج محمود صاحبؒ کے تمام خدشات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی کہ قادیانی مسلمانوں کے بدترین دشمن اور چنگیزی جذبات رکھنے والا بد باطن گروہ ہے۔ سانحہ ربوہ کے بعد قادیانیوں کے خلاف حکومت کی اعلیٰ سطح پر سوچ بچار اور غور فکر شروع ہوا جس کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں ملت اسلامیہ کے تمام اکابرین عملاً شریک ہیں۔ لیکن 1953ء سے لے کر 1974ء تک مسلسل و پیہم قادیانیت کے حقیقی خدوخال سے قوم کو باخبر رکھنا اس میں سب سے نمایاں خدمات حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی ہیں۔ انہیں بجا طور پر تحریک ختم نبوت 1974ء کا ہیرو کہا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی وفات 1971ء کے بعد مجلس کی تبلیغی' انتظامی تمام معاملات میں مولانا تاج محمود صاحبؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت امیر شریعتؒ کے قافلہ تحریک ختم نبوت کی پوری سرپرستی اور رہنمائی مولانا ہی کے فہم و فراست کی مرہون منت ہے۔ چاروں مکاتب فکر کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد و متفق رکھنا' چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیئے جانے کے بعد ریلوے اسٹیشن پر عظیم الشان محمدیہ مسجد کی تعمیر' مسلم کالونی چناب نگر میں شعبہ تعلیم القرآن' جامع مسجد ختم نبوت' دفتر مجلس اور بخاری لائبریری کا قیام۔ ان تمام چیزوں میں حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی سوچ و فکر اور بصیرت کو ہم سلام پیش کرتے ہیں۔ خاص طور پر چنیوٹ سالانہ کانفرنس کو بڑی حکمت عملی سے مسلم کالونی چناب نگر منتقل کرنا جہاں قادیانی مسلمانوں کا گزرنا تک برداشت نہ کرتے تھے وہاں لاکھوں کا اجتماع' ختم نبوت پر بیانات' یہ ایسے مجاہدانہ کام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کے ہی حصہ میں مرقوم فرمائے تھے۔ آج ہم مولانا تاج محمود صاحبؒ کی جدائی پر آزردہ دل ہیں۔ ماہ ستمبر کے مبارک مہینے میں ان کی یادیں تازہ ہوتی ہیں اور ہمارے دل اداس۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ 20 جنوری 1984ء بروز جمعتہ المبارک ہارٹ اٹیک سے اس دنیا فانی سے رحلت فرماگئے۔ اللہ رب العزت ان کی دینی' ملی' اجتماعی' انفرادی اور خاص طور پر عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے سلسلے میں خدمات کو شرف قبولیت بخشیں۔ انہیں اپنے عظیم اکابرین کے ساتھ آخرت میں اپنی رحمت و رضوان سے نوازیں اور انہیں اپنے مقبول ترین بندوں میں شمار فرمالیں۔ آمین یارب العالمین !!!

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مدظلہم

قادیانیت ایک نظر میں

یہ دنیا دار الفتن ہے۔ طرح طرح کے فتنے اٹھتے رہے ہیں اور اٹھتے رہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں خوارج رافضی معتزلہ کے نام سے فتنے ابھرے' جن کے بانیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم اصلی مسلمان ہیں۔ جبکہ حضرات صحابہ کرامؓ کے عقائد و اعمال کو چھوڑ کر نئے عقائد تجویز کر لئے تھے۔ حالانکہ صحابہؓ کی ہی وہ جماعت ہے جس کو قرآن و حدیث میں معیار حق و صداقت بتایا ہے۔ سورۃ التوبہ میں فرمایا:

" والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم"

ترجمہ :...... ﴿اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔﴾

آیت بالا میں حضرات صحابہؓ سابقین' اولین' مہاجرین و انصار سے اور ان لوگوں سے جو صفت احسان سے متصف ہوتے ہوئے ان کا اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کا اعلان فرمایا ہے جو شخص حضرات صحابہؓ سے ہٹا' احادیث شریفہ سے کٹا تو وہ قرآن کا بھی باغی ہو گیا۔

اگرچہ قرآن کا نام لیتا رہے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کی جو تفسیر کی اور جو مطلب بتایا اس سے جو شخص منہ موڑے گا اور اپنی طرف سے قرآن کے مطالب و معانی تجویز کرے گا تحریف و تاویل کے انبار لگا دے گا ایسا شخص مسلمان نہ ہو گا خواہ کیسا ہی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں سے بہتر فرقے دوزخ میں ہوں گے۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا۔ حضرات صحابہ

کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کونسا ہے جس کی نجات ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ماانا علیه واصحابی ." کہ یہ وہ جماعت ہے جن کے عقائد واعمال وہ ہیں جن پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔(رواہ الترمذی، کمافی المشکوٰۃ ص ۳۰)

اس روایت کے آخر میں سنن ابوداؤد میں یہ بھی اضافہ ہے:

"وانه سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بهم تلك الاهواء کما یتجاری الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل الادخله ."(اور بے شک میری امت میں سے ایسے لوگ نکلیں گے جن کے اندر نفسانی خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے کتے کے کاٹے ہوئے شخص کے اندر کاٹنے کا زہر سرایت کر جاتا ہے۔ اس کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا کہ جسم میں سرایت نہ کر جائے۔)

حضرات صحابہ کرامؓ کے عہد میں ہی اہل اھواء شروع کر چکے تھے۔ اس قسم کے لوگوں کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ احادیث نبویہ کی حجیت کے منکر ہوں گے اور حضرات سلف صالحین کی عظمت اور اہمیت ختم کردیں گے تاکہ قرآن حکیم کی من مانی تفسیر کرنے کا راستہ ہموار ہو جائے اور منصوص و مجمع علیہ احکام شرعیہ کو پس پشت ڈال سکیں۔ اس طرح کے فرقے بہت گزر چکے ہیں اور خاصی تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔ جو لوگ اس طرح کے فرقوں کے بانی ہوتے ہیں ان کا راہ حق پر آجانا از بس مشکل ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث کی واضح تصریحات سامنے رکھ کر آپ ان کی خرافات کی نشاندہی کیجئے۔ یہ گمراہ لوگ کبھی نہ مانیں گے۔

ایسے لوگ تو صدیوں سے موجود ہیں جو حضرات صحابہ کرامؓ کو (باستثناء چند افراد) کافر کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے اندر رگ رگ میں اور جوڑ جوڑ میں نفسانی خواہشات اس طرح سے سرایت کر جاتی ہیں جیسے حدیث شریف میں: "الکلب" فرمایا ہے۔ اہل حق میں سے جو شخص لوگوں کی تفہیم کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دلائل شرعیہ کو رد کرتے ہوئے باؤلے کتے کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اگر کوئی بے علم ان لوگوں کی کتاب پڑھ لیتا ہے یا ذرا دیر صحبت میں بیٹھ جاتا ہے تو وہ بھی ان کی گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو بالکل ختم کر کے قرآن کے موجود ہوتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کو بھاری تعداد میں ہمدرد اور معتقد مل گئے ہیں۔ جنہوں نے خاتم النبیین کا مطلب اپنے پاس سے تجویز کر کے قرآنی اعلان کو بالکل تبدیل کر دیا ہے۔

قرآن مجید میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بتایا ہے۔(دیکھو سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

اور اس آیت کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ کے کثیر ارشادات کی وجہ سے جن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے سارے مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم ہو گئی اور جو بھی شخص آپ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہو گا اور اس کے ماننے والے کافر ہوں گے۔

اس کے ساتھ ہی سورۃ نساء کی آیت ذیل اور اس کا ترجمہ پڑھئے :

”ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم ۰ وسات مصیرا ۰ سورة النساء آیت ۱۱۵“

ترجمہ :...... ﴿اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی ہے اور مسلمانوں کے راستے کے خلاف کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اس کو کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔﴾

اس آیت میں واضح طور پر بتایا گیا کہ جو شخص مومنین کے راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا بتایا اور ان کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا اور آج تک انگریزوں ہی کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ منکرین رسالت محمد ﷺ سے اور مکذبین قرآن ہی سے قادیانیوں کا جوڑ ہے اور کافر ان کی پشت پناہی کیوں کرتے ہیں؟۔ دیکھو ہندوستانی حکومت نے ان کو بہت بڑی زمین دہلی میں دے رکھی ہے۔ اسرائیل میں ان کا بہت بڑا دفتر ہے۔ مرزا طاہر نے ربوہ سے راہ فرار اختیار کی تو انگریزوں نے لپک کر اسے پناہ دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا کافروں سے جوڑ ہے۔ اہل ایمان سے توڑ ہے۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس پر غور کرے اور یہ بات مسلمانوں کے سوچنے کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے مسلمانوں ہی میں اپنی دعوت کا کام کیوں کرتے ہیں۔ ہنود' یہود اور نصاریٰ میں اپنا کام کیوں نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے اہل ایمان کے دلوں سے ایمان کھرچنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ جو اہل کفر ہیں ان سے دوستی ہے۔ خود بھی کافر وہ بھی کافر۔ ان کو صرف اسلام سے بغض اور مسلمانوں سے دشمنی ہے۔ جب علماء اسلام آیت خاتم النبیین سناتے ہیں اس کا مضمون سمجھاتے ہیں تو قادیانی مرلی اپنے عوام کو بہکانے کے لئے خاتم النبیین کا ترجمہ افضل النبیین کر دیتے ہیں۔ یہ کفر بالائے کفر ہے۔ کیونکہ ایک تو محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے منکر ہیں۔ دوسرے آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہیں۔ اگر قادیانی یوں کہہ دیں کہ ہم قرآن کو نہیں

مانتے تو جاہل سے جاہل مسلمان بھی ان کے قریب نہ جائے۔ قادیانی قرآن کو ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں پھر اس کی تصریحات کو بھی نہیں مانتے۔

قادیانیوں کے سامنے جب یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین تھے تو آپ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو کیسے نبی مانتے ہو؟۔ تو اس سوال کے جواب میں جو انہوں نے بہت سی کفریہ تاویلیں بنا رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ظہور محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا دوبارہ تشریف لانا ہے۔ اس بات کو ظلی اور بروزی نبی سے تعبیر کرتے ہیں۔(یہ ظلی اور بروزی بات بھی تو شیطان نے سمجھائی ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں)سوال یہ ہے کہ اگر تمہارا دین علیحدہ کوئی دین نہیں ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہو اور بقول تمہارے اسی دین کی اشاعت کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا ظہور ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو کیوں منسوخ قرار دیا اور کافروں سے کیوں دوستی کی جواب تک ہے۔

سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

”یایہا الذین آمنو لاتتخذوا الیہودا والنصری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لایہدی القوم الظالمین ۰ آیت ۵۱“

ترجمہ :......﴿اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص ان سے دوستی کرے وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔﴾

یہود ونصاریٰ سے قادیانیوں کا جوڑ معروف ومشہور ہے۔ اب قادیانی آیت مذکورہ کو سامنے رکھ کر اپنے بارے میں فیصلہ کریں۔ قرآن مجید میں تو صاف صاف بیان فرمادیا کہ جو شخص یہود ونصاریٰ سے دوستی کرے وہ انہی میں سے ہے۔ اس اعلان کے بعد بھی یہ کہنا کہ ہم قرآن کے ماننے والے ہیں کیا یہ قادیانیوں کا فریب نہیں ہے ؟۔

ہر قادیانی کو فکر کرنا لازم ہے۔ یہ مسئلہ دنیاوی نہیں ہے۔ آخرت میں نجات کا مسئلہ ہے۔ دین اسلام قبول کرنا دوزخ سے بچنے ہی کے لئے ہے۔ دنیا تو کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کی ضرورت اسی لئے ہے کہ دوزخ سے بچ سکیں اور جنت میں داخل ہو سکیں۔ اگر تم اپنے کو مسلمان سمجھتے رہے لیکن قرآن کے منکر رہے اور کافر ہی رہے تو اس جھوٹے دعوائے اسلام سے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم سچے دل سے ہر قادیانی کو فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ اپنی جان اور اہل وعیال کو دوزخ سے بچائیں اور مرزا طاہر اور اس کے چھوڑے ہوئے مربیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ یہ دعوت فکر بالکل خیر خواہی پر مبنی ہے۔ خوب سمجھ لیں۔

شیطان اس پر خوش ہوتا ہے کہ مسلمان ہونے کے مدعی بھی رہو اور مسلمان بھی نہ بنو اور اس کے ساتھ دوزخ میں چلے جاؤ۔ قرآن مجید کے اعلان پر غور کریں:

”یایہا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوما لایجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا ان وعد اللّٰہ حق فلا تغرنکم الحیوٰۃ الدنیا ولا یغرنکم باللّٰہ الغرور۔“

ترجمہ:...... ﴿اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس دن باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کوئی بدلہ دینے والا ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے۔ سو تمہیں دنیاوالی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اور دھوکہ دینے والا تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔﴾

قادیانیت کو قبول کرنے اور قادیانیت پر جمے رہنے سے اور قادیانیت کی دعوت دینے سے جو دنیاوی فائدے مال و دولت و ملازمت ملنے کے عارضی منافع ہیں ان کو سامنے رکھ کر اپنی آخرت تباہ نہ کریں۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ ایمان والے جنت میں اور کفر والے دوزخ میں جائیں گے۔ جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا اور یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ مسلم اور مومن ہونے میں قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کی ایک آیت کا انکار کرنا بھی کفر ہے اور اس کی تحریف بھی کفر ہے اور اس کی تکذیب بھی کفر ہے۔ جن لوگوں کی دنیا ہی قادیانیت ہے جو قصداً دوزخ میں جانے کا ارادہ کر چکے ہیں ان سے تو ایمان پر واپس آنے کی امید نہیں۔

مرزا طاہر کو ایک جماعت کی امارت ملی ہوئی ہے۔ بہت بڑا مالدار بنا ہوا ہے۔ اس کا ساتھ دینے والے اور اس کے دادا کے دعوائے نبوت کو پھیلانے والے اپنی دنیا کی لالچ میں بظاہر ایمان پر واپس آنے والے نہیں ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی سادگی اور بھولے پن میں ان کفر کے داعیوں کی بات مان کر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور دوزخ کے مستحق بن چکے ہیں۔ ہماری ان سے خیر خواہانہ درخواست ہے کہ قادیانیت بدترین کفر ہے۔ اس کفر سے توبہ کریں اور اپنے آپ کو آخرت کے عذاب سے بچائیں۔

جو لوگ قادیانی مربیوں کی باتوں میں آکر دھوکہ کھا گئے ہیں اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر قرآن کے اعلان ختم نبوت کو جھٹلا بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے چودہ سو سالہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف دوسرا عقیدہ اختیار کر کے کفر اختیار کر چکے ہیں ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیں اور اپنے گھر والوں، چھوٹوں بڑوں اور خود اپنے کو روئے زمین کے مسلمانوں میں شامل کر کے رحمت خداوندی اور شفاعت محمدی سے سرفراز ہوں۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم!

تحریر: مولانا اللہ وسایا

بکھرے موتی

اکابرین کی شہادتیں

میرے بھتیجے حافظ یوسف ہارون کی ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ کو دعوت ولیمہ تھی۔ جامعہ خیر المدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب تشریف لائے۔ آپ نے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ جامعہ خیر المدارس کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے بارہا اپنے خاص شاگردوں کی مجلس میں فرمایا کہ میں نے کم وبیش چالیس مرتبہ بخاری شریف پڑھائی ہے۔ ہزاروں میرے شاگرد ہوں گے مگر جن شاگردوں پر جا طور پر فخر کر سکتا ہوں ان میں نمایاں طور پر دو ہیں۔ ان میں ایک اعلیٰ درجہ کے مدرس اور ایک اعلیٰ درجہ کے متکلم اسلام۔ مدرس حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال) اور متکلم اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (امیر سوئم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

حضرت مولانا منظور احمد نے مزید گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہر دو حضرات ایسے باوفاء شاگرد تھے کہ زندگی بھر اپنے استاد محترم حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کے کسی بھی فرمان کی کبھی تاویل یا توجیہ نہیں کی بلکہ استاد کے ہر فرمان پر ہمیشہ سر تسلیم خم کرتے رہے۔

(۲)............ اسی طرح حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن میری زندگی کی کمائی کے متعلق سوال کیا تو میں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو پیش کروں گا کہ یہ دو حضرات میری زندگی کا خلاصہ ہیں۔ نیز اسی طرح حضرت امیر شریعتؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کے دو ہی مشن ہیں۔ انگریز کی مخالفت اور فتنہ قادیانیت کا استیصال۔

(۳)............ آج ۲۹ ربیع الثانی بروز ہفتہ کو یہ سطور لکھتے وقت اکابرین کے ذکر خیر میں قارئین لولاک بھی شریک ہوں کہ فقیر کی یادداشت کے مطابق ہمارے سات اکابرین ایسے ہیں جن کے جنازے دفاتر مجلس سے

اٹھائے گئے۔ ان میں مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحبؒ اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ ان دونوں حضرات کے جنازے قدیم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت بیرون دہلی دروازہ لاہور اور ترجمان حریت ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کا جنازہ دفتر مجلس احرار اسلام لاہور سے اٹھائے گئے۔ اسی طرح مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ان تینوں اکابرین کے جنازے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت تغلق روڈ ملتان سے اٹھائے گئے۔ ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت حافظ محمد حنیف سہارن پوریؒ کا جنازہ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے اٹھا............ رحمت حق سے کیا بعید ہے کہ فامنهم کلبہم کا مصداق اللہ تعالیٰ راقم الحروف کو بنادیں لیکن اپنی سیاہ کاریوں اور بد اعمالیوں کو دیکھ کر ڈر بھی لگتا ہے کہ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں، مگر ایمان نام ہے خوف و رجاء کا۔ اس لحاظ سے امید بھی بندھ جاتی ہے۔

سورت بقرہ

مسند احمد کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورۃ بقرہ قرآن مجید کی کوہان ہے۔ اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی اسی فرشتے اترتے رہے ہیں۔ یعنی ہر آیت کے نزول کے وقت ملائکہ کا نزول ہوتا تھا۔ فرمایا اس کی آیت: "اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم." کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے نکال کر سورۃ میں شامل کیا ہے۔ (مسند احمد ص۲۶ ج۵)

سورت یٰسین

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ سورت یٰسین قرآن مجید کا دل ہے۔ ہر روز جو شخص اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے مرنے والوں پر (نزع کے وقت قریب) پڑھا کرو۔ (مسند احمد ص۲۶ ج۵)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت

مسند بزاز میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم بستر پر لیٹو تو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھو تو تمہیں موت کے سوا ہر چیز سے امن نصیب ہوگا۔ (معالم العرفان سورۃ فاتحہ ص ۲۹)

ختم قرآن

ہر قاری ... حروف ... منتہی فارسی ... ہے دلچسپ۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کی ابتداء بسم

اللہ کی "باء" سے قرآن مجید کی انتہاء والناس کی "سین" پر۔ "ب" اور "س" کو ملائیں تو "بس" بنتا ہے۔ یعنی قرآن مجید اللہ رب العزت کا آخری کلام ہے اور یہ جامع ومکمل ہے۔ بس یہی کافی ہے اور کلام الٰہی کی ضرورت نہیں۔

حضرت تھانویؒ کی علمی ظرافت

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عورتوں کی مشکلات کو حل کرنے کے "الحیلة الناجزہ" کے نام سے مشہور کتاب کی تالیف انہی دو حضرات (حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ) کے سپرد فرمائی تھی اور میں نے اپنے والد ماجد قدس سرہ سے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ میری یہ کتاب دو ایسے حضرات نے تالیف فرمائی ہے جو میرے لئے بمنزلہ "العینین" یعنی آنکھوں کی طرح ہیں۔ ایک کے شروع میں عین ہے (یعنی عبدالکریمؒ) اور ایک کے آخر میں عین ہے (یعنی محمد شفیعؒ)

دوزخ سے رہائی

حضور ﷺ کے عظیم اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ بات فرمائی کہ دیکھو بھائی دوزخ پر انیس فرشتے سزا دینے کے لئے مقرر ہیں: "علیها تسعة عشره ۰ سورة مدثر ۰ "اور "بسم الله الرحمن الرحيم ۰" کے بھی انیس حروف ہیں۔ جو مومن آدمی اس کو پڑھے گا دوزخ کے عذاب سے بچ گا۔ (معالم العرفان سورۃ فاتحہ ص ۲۹)

کدو کے خواص

آنحضرت ﷺ کو کدو بہت پسند تھا۔ اس سے طبعی محبت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "شجرة اخی یونس" یہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔ کدو میں اللہ تعالیٰ نے بڑی خصوصیات رکھی ہیں۔ حافظہ کو قوی کرتا ہے۔ کدو کے پتہ پر مکھیاں نہیں بیٹھتیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت خاص تھی کہ وہاں کدو کی بیل اگا دی کہ اس کے پتوں کا سایہ ہو اور یونس علیہ السلام جو مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لائے۔ آپ کا جسم نہایت نازک ونرم تھا۔ اس پر مکھیاں نہ بیٹھیں۔ اس صحرا میں کوئی دوسرا انسان موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہرنی کو بھیج کر یونس علیہ السلام کے لئے دودھ کی غذا کا اہتمام فرمایا۔ آپ وہاں چالیس روز

تک رہے۔(معالم العرفان ص ۱۶ اپارہ ۲۹)

کتابیں

(۱)............کتابیں میری محبوب ہیں۔اس کی تلاش میں سرگرداں رہنا میرا مذہب ہے۔

(۲)............کتابیں میری محبوب ہیں۔ان کے حصول کے لئے ذلیل وخوار ہونا میری عزت ہے۔

(۳)............محبوب چن کر اختیار کیا جاتا ہے۔کتاب کے مطالعہ کے لئے بھی انتخاب ضروری ہے۔نہ ہر شخص محبوب بننے کے قابل ہوتا ہے۔نہ ہر کتاب پڑھنے کے قابل ہوتی ہے۔

(۴)............کتاب تنہائی کا ایساوفادار ساتھی ہے جو ہمیشہ نفع دیتا ہے۔نقصان کبھی نہیں دیتا۔

(۵)............کتاب پڑھ کر اس پر عمل نہ کرنا ایسے ہے جیسے گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔

(۶)............زبان کی حفاظت کے لئے بتیس(دانت) نگران ہوتے ہیں۔کتاب کی حفاظت اس سے بھی زیادہ کی متقاضی ہے۔

(۷)............آپ ﷺ پر پہلی وحی میں علم وقلم کا تذکرہ ہے۔اس کے مجموعہ کا نام کتاب ہے۔ آخرت میں حکم ہوگا کہ :"اقراء کتابك ."(اعمال نامہ)اول وآخر کتاب ہی کتاب

(۸)............جس شخص کو مطلوبہ کتاب ملے اور اسے حاصل نہ کر سکے یہ تعزیت کا مستحق ہے۔

(۹)............ہفت اقلیم کی شاہی کے باوجود اگر اس کے پاس پسندیدہ کتاب نہیں تو یہ نادار ہے۔

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

............یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقی مسیحیت کے کرشمے ہیں کہ وہ خود سے خود پیدا ہو کر مسیح ابن مریم بن گیا۔

............ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے جس کو اہل نظر فوراً پہچان لیتے ہیں۔

............زندیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو مگر درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو۔

بسلسلہ میں ایک احمدی تھا

پروفیسر منور احمد ملک

جماعت احمدیہ ایک سابق قادیانی کی نظر میں

ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ اسلام پور ہوا کرتا تھا۔ جہاں کی آبادی میں نمایاں قاضی برادری تھی۔ چنانچہ اس کا نام اسلام پور قاضی پڑ گیا پھر آہستہ آہستہ اسلام پور ختم ہو گیا اور صرف قاضی رہ گیا۔ پھر اسے قاضیاں کہا جانے لگا۔ بعد میں "ض" کو "د" بولنے سے قاضیاں سے قادیان بن گیا اور آخر پر قادیان کا لفظ کاغذوں میں درج ہو گیا۔

1880ء کے لگ بھگ قادیان کے رہائشی 45 سالہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہبی مناظروں میں دلچسپی لینا شروع کی۔ ان مناظروں کا رخ عیسائیوں کے خلاف اور اسلام کے حق میں تھا۔ عیسائیوں کے خلاف مناظروں کی وجہ سے مسلمانوں میں عزت اور شہرت حاصل ہونے لگی۔ مسلمانوں نے ان کو عیسائیوں کی تبلیغی یلغار کے سامنے ڈھال سمجھتے ہوئے ان کے ہاتھ مضبوط کرنے شروع کر دیئے۔ عیسائی مناظروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے نجات دہندہ، انسانوں کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر اپنے آپ کو مصلوب کرنے والا بعد میں بطور معجزہ زندہ ہونے والا اور خدا کا بیٹا ہونے کے ناطے زندہ آسمان پر جانے والے واحد انسان کے طور پر پیش کرتے۔ وہ ان باتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں کو مات دینے کے لئے ان کے تمام فلسفے کو دھڑام سے گرانے کے لئے ایک نیا "آئیڈیا" دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے یعنی صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب پر سے بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے نہ ہی بعد میں بطور معجزہ زندہ ہوئے کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے تھے۔ نہ ہی خدا کے بیٹے کی حیثیت سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بلکہ فلسطین سے ہجرت کر کے وہ کشمیر میں آ گئے اور وہاں پر 120 سال کی عمر تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گئے اور اب بھی محلہ خانیار ضلع سرینگر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اس ترکیب سے عیسائیوں کے منہ کو تو بند کر دیا گیا مگر اس سے بہت سی خرابیوں کے منہ کھل گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مسلمانوں میں اپنی عزت و شہرت کو دیکھا تو اسے "کیش" کروانا چاہا۔ لہذا پہلے مرحلے میں چودھویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اسلامی لٹریچر کے حوالے سے اعتراض

کیا کہ چودھویں صدی کا مجدد تو امام مہدی ہوگا تو اس کا حل یوں نکالا کہ امام مہدی کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اب احادیث کے حوالے سے اعتراض ہوا کہ امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح موعود) نے بھی آنا ہے تو کہاں ہیں مسیح موعود؟ پھر اس کا حل یہ نکالا کہ میں امام مہدی ہوں اور میں ہی مسیح موعود بھی، یعنی مسیح ابن مریم بھی اور اس کی دلیل یہ نکالی کہ: ”ایک حدیث میں ہے کہ عیسیٰ کے سوا مہدی کوئی نہیں۔“ یعنی دونوں ایک وجود ہیں۔ اب کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اس لئے میں ہی مسیح موعود ہوں۔ میں ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں ہی امام مہدی ہوں اور میں ہی چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔

ایک وجود والی حدیث اس طرح ہی نکالی جس طرح اس بڑھیا نے دودھ جلیبی والی بات بے ہوشی کی حالت میں بھی دور سے سن لی تھی۔ یہ حدیث تو نظر آگئی مگر درجنوں کے حساب سے وہ احادیث نظر نہ آئیں جو عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے دو الگ الگ وجود کو ثابت کر رہی تھیں۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد، امام مہدی اور مسیح موعود کے دعوے کر لئے تو مسلمان علماء کی طرف سے سخت قسم کی مخالفت اور تنقید شروع ہو گئی۔ مسلمان علماء نے اعتراض کیا کہ عیسیٰ ابن مریم تو نبی تھے۔ جبکہ آپ نبی نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مسیح موعود ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ لے سکیں۔ چنانچہ جماعت کی بنیاد ڈالنے کے 13 سال بعد ان اعتراضات سے بچنے کے لئے ”ایک دعویٰ اور سہی“ کے مصداق ”نبی“ کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس دعویٰ سے اعتراضات اور مخالفت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جس نے آج تک جماعت کے افراد کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ نسلیں اس مخالفت کے ناقابل تلافی نقصان سے متاثر ہوتی آ رہی ہیں۔ سو سال سے قادیانیوں کے لئے مخالفت اور نفرت کی ناقابل عبور دیواریں کھڑی کی جا چکی ہیں۔ گویا قادیانی جماعت کے لئے ”مستقل آگ“ کے سامان پیدا کر دیئے گئے جس میں قادیانی نسلیں جلتی رہیں گی۔

اس دعویٰ سے ختم نبوت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مسلمان علماء نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ تو آخری نبی تھے پھر آپ کیسے نبی ہو سکتے ہیں۔ تو اس کے جواب کے طور پر قرآن مجید کی چند آیات سے نبوت کے جاری رہنے کی دلیلیں تلاش کر لی گئیں اور بتایا کہ نبوت جاری ہے۔ دوسری طرف اپنے لئے امتی نبی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو کنفیوز کر دیا اور کہا کہ اس سے ختم نبوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حدیث: ”لا نبی بعدی“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔) کی نئی تعبیر کر کے بتایا کہ بعدی سے مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں ہو سکتا کہ جو نبی اکرم ﷺ کے خلاف ہو۔ ان کی تائید میں نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہ درجنوں احادیث کو نظر انداز کر گئے جو واضح طور پر نبوت کے ختم ہونے کی دلیل پیش کر رہی ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن سے خود ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ نبوت جاری ہے لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد اور نبی بھی آسکتے ہیں تو کہتے ہیں نہیں اور یوں مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی ثابت کرتے ہیں۔ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر جب 1982ء میں مرزا ناصر احمد کے ایک قریبی رشتہ دار (مرزا ناصر احمد کے رشتے میں بھانجے اور شیخ لطف الرحمٰن کے لڑکے) نے لاہور میں کچہری کے پاس عوام الناس میں کھڑے ہو کر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا تو مسلمانوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا تو "مدعی" کے رشتہ داروں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں اور تھانے والوں کو اس کے دماغی طور پر کمزور ہونے کے ثبوت کے طور پر بعض ڈاکٹروں کے نسخے پیش کر کے جان چھڑائی اور یوں اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ نبوت کا دروازہ کھلا نہیں۔ اگر کھلا تھا تو قادیانیوں کو تو فوراً اسے نبی تسلیم کر لینا چاہیئے تھا کیونکہ "مدعی" خود بھی قادیانی تھا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان سے تھا۔ نیز قادیانیوں نے عمل سے یہ بھی ثابت کیا کہ ایسا دعویٰ کرنے والے کا دماغ یا ذہنی توازن درست نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ثبوت پیش کر دیئے گئے۔

درج بالا مثال کے علاوہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد آج تک کئی افراد نے نبوت کے دعوے کئے مگر نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے والے قادیانیوں نے کبھی بھی کسی ایسے "مدعی" کو قبول نہیں کیا حالانکہ سب سے پہلے ان کو "ایمان لانا" چاہیے تھا۔ بعض کئی کئی سال تک زندہ رہے۔ جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔ مگر قادیانی ان کے قریب بھی نہیں گئے۔ یہ قول و فعل میں تضاد کی ایک شرمناک مثال ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جماعت کی بنیاد ڈال گئے اور ایک چندے کا نظام قائم کر گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد حکیم نورالدین آف بھیرہ پہلے جانشین بنے۔ 1914ء میں ان کی وفات پر "خلافت" کے جھگڑے کی بنیاد پر قادیانی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی ایک حصے (لاہوری پارٹی محمد علی قادیانی ایم اے) کا خیال تھا کہ جس طرح پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی جماعت میں زیادہ مخلص، زیادہ علم اور خلوص رکھنے والے شخص (حکیم نورالدین) کو خلیفہ بنایا گیا تھا اسی طرح اب ان کے بعد کسی سینئر کو خلیفہ بنایا جائے۔ مگر دوسرے حصے نے خاندانی اور موروثی سربراہی کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی (جو اس وقت 25 سال کا تھا) کو آگے لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس جھگڑے کی وجہ سے لاہوری اور قادیانی دو گروپ بن گئے۔

مرزا بشیر الدین محمود دوسرے جانشین مقرر ہوئے تو اس نے اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے چندے والے آئیڈیا کو خوب آگے بڑھایا اور قادیانی جماعت میں چندے کے بارے میں ایسا نظام وضع کیا جو اپنی مثال آپ

ہے۔ اس نظام کی "برکات" سے پورا خاندان مالا مال ہو گیا۔ ہر فرد کو مال' دولت اور عیش و عشرت کی زندگی میسر آگئی اور یوں مرزا غلام احمد قادیانی کا پورا خاندان "شہزادہ" خاندان بن گیا۔

مرزا بشیر الدین محمود (جس کو خلیفتہ المسیح الثانی کے علاوہ مصلح موعود بھی کہتے ہیں) اور ان کے بھائی مرزا بشیر احمد ایم اے (جس کو قمر الانبیاء بھی کہتے ہیں) نے اپنے مالی اور عیش و عشرت کے دور میں تکبر اور مغروری کی حدوں کو چھوتے ہوئے اور مسلمانوں کے عقائد کو پاؤں تلے روندتے ہوئے انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا (......الٹا چور کو توال کو ڈانٹے......) بلکہ مرزا بشیر احمد نے مسلمانوں کو "کافر" بلکہ پکے کافر جیسے "خطابات" سے نوازا اور یوں اپنی تحریر و تقریر سے اور بعد میں اپنے عمل سے اپنے آپ کو (قادیانیوں کو) مسلمانوں سے بالکل علیحدہ کر دیا۔

1974ء میں مسلمانوں نے اس علیحدگی کو باضابطہ مانتے ہوئے قادیانیوں کو امت مسلمہ سے خارج کر دیا۔

اس فیصلہ سے قبل قادیانی مسلمانوں سے اس حد تک قطع تعلق کر چکے تھے کہ نہ ان سے رشتہ لینا ہے' نہ رشتہ دینا ہے' نہ ان کے ساتھ کسی عبادت میں شریک ہونا ہے' نہ ان کی مسجد میں نماز پڑھنی ہے' نہ ان کی خوشی میں شامل ہونا ہے اور نہ غمی میں' نہ جنازہ پڑھنا ہے' نہ فاتحہ میں شامل ہونا ہے اور نہ ہی چالیسویں میں۔ واضح رہے کہ 1974ء تک قادیانی خود فاتحہ خوانی اور چہلم کرتے تھے مگر اس فیصلہ کے بعد یہ چھوڑ چکے ہیں۔ اسلام سے علیحدہ ہوتے ہوئے حج سے بھی منہ موڑ چکے تھے۔ زکوۃ عرصہ دراز سے قادیانیوں کی عبادت سے خارج ہو چکی تھی۔ قادیانی آہستہ آہستہ اسلامی ناموں مثلاً محمد' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' حسن' حسین' زید' فاطمہ' خدیجہ' زینب' عائشہ' آمنہ سے منہ موڑ چکے تھے۔ یقین نہ آئے تو 1964ء تا 1974ء دس سالوں میں پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کو دیکھ لیجئے۔ یا بعد میں 1980ء تا 1990ء تک پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کا جائزہ لے لیں۔

اب قادیانی جماعت کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف چندہ حاصل کرنے والا ایک زبردست نیٹ ورک ہے۔

پورے ملک سے اس منظم نیٹ ورک کے ذریعہ دور دراز دیہاتوں سے بھی بڑی "خوش اسلوبی" سے غریب سے غریب آدمی سے بھی کچھ نہ کچھ سالانہ کم از کم سو روپے ضرور ہوتا ہے نکلوا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی فیملی کی نذر کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ سو روپے سے کہیں یہ دھوکہ نہ لگے کہ سالانہ سو روپے چندہ تو کوئی بات نہیں ایسے خوش نصیب جو سال میں صرف ایک سو روپے چندہ دیتے ہیں درجن بھر ہی ہوں گے ورنہ پانچ سو سے تین ہزار روپے سالانہ تو عام سی بات ہے۔

ان چندوں کی خاصی ورائٹی ہے۔ مثلاً چندہ عام' چندہ حصہ آمد' چندہ تحریک جدید' چندہ وقف جدید' چندہ مجلس' چندہ جلسہ سالانہ' چندہ اجتماع' چندہ تعمیر ہال' چندہ صد سالہ' چندہ اطفال' چندہ انصار اللہ' چندہ ناصرات

الاحمدیہ' چندہ لجنہ' چندہ بوسنیا' افریقہ' چندہ ڈش انٹینا' وغیرہ وغیرہ۔ وغیرہ وغیرہ میں کم از کم پانچ چندے ہوں گے جن کے اس وقت نام یاد نہیں۔

قادیانی جماعت کی پاکستان میں قانونی' مالی' جانی اور معاشرتی پٹائی ہوچکی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک مسلسل ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ اب پورے پاکستان میں ان کی تعداد 2 سے 3 لاکھ کے درمیان رہ گئی ہے۔ بہت سے علاقوں سے قادیانیت بالکل ختم ہوچکی ہے اور باقی جماعتیں خاصی سکڑ چکی ہیں۔ قادیانی جماعت نے 1882ء تا 1984ء تبلیغ کے میدان میں انتہائی زور لگا کر دیکھ لیا مگر رزلٹ بہت ہی مایوس کن نکلا۔ چنانچہ بطور رد عمل مرزا طاہر احمد (موجودہ سربراہ) نے 1993ء سے ایک نیا سلسلہ "عالمگیر بیعت" کا شروع کر رکھا ہے جس کے مطابق ہر سال پچھلے سال کی نسبت بیعتوں کی تعداد ڈبل بتائی ہے۔ اس ترکیب سے وہ ایک لاکھ سے سفر شروع کر کے 2 کروڑ تک پہنچ چکا ہے۔ (اگست کے مہینہ میں دو کروڑ کا اعلان ہوتا ہے) جو 2010ء تک 20 ارب تک پہنچ جائیں گے۔ فنانس فارمولے کے مطابق یا تو 2009ء تک پوری دنیا قادیانی ہو جائے گی یا پھر پوری دنیا کے چھ ارب لوگوں کو چھوڑ کر 20 ارب نئے افراد اس دنیا میں بطور قادیانی "نازل" ہوں گے۔

قادیانی جماعت نے دنیا میں اپنے حق اور پاکستان کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ 1974ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو بیرون ملک قادیانیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھٹو کو مذمت کے خطوط لکھیں مگر ان خطوط کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب جنرل ضیاء الحق نے بھٹو کا تختہ الٹ دیا تو جنرل صاحب کو خطوط لکھوائے گئے کہ بھٹو کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ جنرل صاحب نے ان خطوط سے یہ تاثر لیا کہ بیرون ملک موجود پاکستانی لوگ بھٹو کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں اور اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ جب جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس پاس کیا تو قادیانیوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے مختلف عالمی تنظیموں کو اس طرف مائل کیا۔ جس سے دنیا میں پاکستان کے خلاف خوب نفرت پھیلائی گئی۔ جونیجو صاحب اقتدار میں آئے تو قادیانیوں نے انہیں خطوط لکھ کر آٹھویں ترمیم ختم کروا کر آرڈیننس غیر موثر کرنے کی ترغیب دی۔ مگر بے سود۔ بے نظیر بھٹو کے آنے پر اس سے ہمدردی اور بھٹو کے حق میں خطوط لکھے کہ مولویوں نے بھٹو کو ورغلا کر یہ فیصلہ کرایا۔ اب آپ مولویوں کے اس فیصلے کو ختم کروا کر بیرونی دباؤ کو ختم کریں اور اپنی ترقی پسندی کا ثبوت دیں۔ یہ ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ اس طرح نواز شریف' معراج خالد' وسیم سجاد' فاروق لغاری اور اب صدر مملکت جنرل پرویز مشرف صاحب کو خطوط لکھے جا رہے ہیں۔

قادیانی مجلسوں میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ سرد جنگ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اخبارات

ور سائل میں واضح اور غیر واضح بیانات کو "مرچ مصالحہ" لگا کر پیش کیا جاتا ہے اور دل کو تسلی دی جاتی ہے کہ یہ آپس میں لڑتے رہیں گے تو ہماری طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

قادیانیوں کا اب مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا۔ اب یہ صرف مالی حوالے سے ایک منظم نیٹ ورک کی حیثیت رکھتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ جس قادیانی نے میری کتابوں کو تین بار نہ پڑھا تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں کبر پایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے فارمولے کے مطابق 99.9 فیصد قادیانی "کبر" سے پر ہیں۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی بات 99.9 فیصد قادیانیوں نے نہیں مانی۔ اس طرح قادیانی مذہب سے مزید کیا لگاؤ رکھیں گے جنہوں نے اپنے 'نبی' کی بات نہیں مانی۔ ان کی کتابوں سے "فیض" حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک فیصد سے بھی کم قادیانی ہوں گے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کل کتابوں کے نام جانتے ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے "الہامات" کے مجموعہ کی کتاب کا نام "تذکرہ" ہے۔ بہت ہی کم قادیانی ایسے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے یا اسے کچھ پڑھا ہوگا بلکہ ایک ہزار میں سے ایک قادیانی ایسا ہو سکتا ہے جس نے "تذکرہ" کو مکمل پڑھا ہو۔

اس وقت موجود قادیانیوں کی 90 فیصد سے زائد اکثریت پیدائشی قادیانی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے لوگ اس جماعت میں داخل نہیں ہو رہے بلکہ نسل در نسل نئے افراد کی شمولیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ پیدائشی قادیانی کو قادیانیت کی سچائی کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔ بس باپ دادا قادیانی تھے تو وہ بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔ سچائی دیکھ کر اسے قبول کرنا اور اپنا پہلا مذہب چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے ہمت و جرأت چاہئے جو عام آدمی میں نہیں ہوتی یہ صرف اللہ کی تائید سے ممکن ہو سکتا ہے:

"اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔"

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆☆............ قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔

☆☆............ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقی مسیحیت کے کرشمے ہیں کہ وہ خود سے خود پیدا ہو کر مسیح ابن مریم بن گیا۔

ادارہ

دارالافتاء ختم نبوت

کیا آنحضرت ﷺ کی کنگن پہنے والی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی

سوال.......... قادیانی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں لیکن وہ کنگن حضور ﷺ پہن نہ سکے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کی پیشگوئی جھوٹی نکلی (نعوذ باللہ) کیا ایسی کوئی حدیث ہے۔ کس کتاب میں ہے۔ واقعہ کی وضاحت کیجئے۔

جواب.......... دو کنگنوں کی حدیث کئی کتابوں میں ہے۔ صحیح بخاری باب قصۃ الاسود العنسی ص ۶۲۸ میں بھی ہے۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے: ”میں سورہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھ پر دو کنگن سونے کے رکھے گئے۔ میں ان سے گھبرایا اور ان کو ناگوار سمجھا مجھے حکم ہوا کہ ان پر پھونک دو میں نے پھونکا تو دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر ان دو جھوٹوں سے کی جو دعوئی نبوت کریں گے۔ ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔“ اس خواب کی جو تعبیر آپ ﷺ نے فرمائی وہ سو فیصد سچی نکلی۔ اس کو.......... جھوٹی پیشگوئی.......... کہنا قادیانی کافروں کا فریب ہے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم

سوال.......... کوئی شخص قادیانی گھرانے میں رشتہ یہ سمجھ کر کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ اسلام میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

جواب.......... جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کیونکہ یہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔

دجال اکبر کے مقابلے میں دجال اصغر کہاں اور کتنے ہوں گے

سوال.......... ایک قادیانی نے سوال کیا ہے کہ دجال اکبر کے خروج کا احادیث میں تذکرہ ہے۔ اس سے لازماً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سارے دجال اصغر بھی ہوں گے۔ اس بارے میں ذرا صاف وضاحت فرمائیے۔ کب

اور کہاں ظاہر ہوں گے۔ شناخت کیا ہوگی اکبر اور اصغر میں فرق کیسے ہوگا۔

جواب............جی ہاں! دجال اصغر سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال کئی ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب یا مرزا غلام احمد قادیانی۔ جس جس فرد نے دجل وفریب سے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا ان سب کو آنحضرت ﷺ نے دجالون کذابون فرمایا ہے۔ دجل وفریب' غلط تاویلیں ان کی علامت ہے۔ امت کے چودہ سو سال کے قطعی عقائد کا انکار کرنا ان کی شناخت ہے۔

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا کیا کرنا چاہئے

سوال............کسی شخص کے ساتھ کھانا کھالیا بعد میں اس شخص کا قادیانی ہونا معلوم ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟۔

جواب............اسلام میں بھول چوک معاف ہے۔ معلوم ہونے پر کسی قادیانی سے تعلق نہ رکھا جائے۔

آسمان سے نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کیسے ہوگی

سوال............میرا ایک پڑوسی قادیانی ہے۔ اس نے ایک بہت پیچیدہ سوال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے۔ پنگھوڑے میں باتیں کیں۔ مردے زندہ کئے۔ مٹی کی مورتیوں میں روح پھونکی۔ اندھوں کو بینائی بخشی۔ جذام کے مریضوں کو تندرست کیا وغیرہ وغیرہ۔ اس سب کے باوجود اس زمانے کے لوگ ان پر ایمان نہ لائے تو اب نزول کے وقت موجود لوگ کیسے یقین کریں گے کہ یہ وہی عیسیٰ ہیں جو ایسے تھے کہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بچپن میں پنگھوڑے میں باتیں کرتے تھے۔ چڑیوں میں روح پھونکا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں دیکھنے والے تو ایمان نہ لائے۔ نہ دیکھنے والے کیسے یقین کرپائیں گے کہ یہ وہی ہیں؟۔

جواب............حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش' بچپن میں باتیں' جوانی' ظہور نبوت اور بطور معجزہ مردے کو زندہ کرنا اور مٹی کی مورتی میں روح پھونکنا۔ برص اور اندھے پن کے مرض کو دور کرنا یہ علامتیں پہلی زندگی اور زمانہ نبوت کی ہیں۔ جب دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے تو نزول کے وقت کی علامتیں اور حالات الگ حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان علامات سے خود بخود شناخت ہو جائے گی۔ مثلاً دجال اکبر ظاہر ہو چکا ہوگا۔ نماز فجر کا وقت ہوگا۔ جامع مسجد دمشق ہوگی۔ اذان ہو چکی ہوگی۔ تکبیر کہی جاچکی ہوگی۔ امام نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر موجود ہوگا۔ دو فرشتوں کے سہارے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ یہ وہ حالات اور علامات ہیں جو حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کے بتائے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ قادیانیوں نے جھوٹے مسیح کو سچا مسیح مان لیا۔ قادیانی بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کی کون کون سی علامت دیکھی۔ قادیانی یہ بھی بتائیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کون سی علامت مرزا غلام احمد قادیانی کے اندر مشاہدہ کی۔ کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ مسیح نازل ہونے کے بعد اپنی مسیحیت کو مشہور کرنے کے لئے اشتہار چھپوائے گا یا لوگوں سے اپنے سچا اور صحیح ہونے کے لئے مباحثے اور مباہلے کرے گا۔ آخر قادیانی یہ تو سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں سچے مسیح کی کوئی علامت جب نہیں پائی جاتی تو اس جھوٹے کو انہوں نے سچا اور اصلی مسیح کیوں مان لیا۔

سوال.......... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے واقعات میں یہ بھی ہے کہ جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا اور سانس کی ہوا اتنی دور تک جائے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ کافر کا مسیح علیہ السلام کی سانس سے مرنا اور مومن کا محفوظ رہنا حضرت مسیح علیہ السلام کی سانس مومن اور کافر میں کیونکر امتیاز کرے گی اس کی وضاحت کریں۔

جواب.......... جس طرح مقناطیس لوہے اور سونے میں امتیاز کرتا ہے اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر بھی مومن اور کافر میں امتیاز کرے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے۔

سوال.......... نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مہدی علیہ الرضوان کے امامت کرانے کا تذکرہ تو ملتا ہے اس کے بعد وہ کہاں چلے جائیں گے مزید ان کے کسی کارنامے کا کہیں تذکرہ تک نہیں کیا صرف ایک نماز پڑھانا ہی ان کا کارنامہ ہوگا۔

جواب.......... نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے قبل حضرت مہدی علیہ الرضوان 7 سال مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی فرماتے ہوئے جو کارہائے نمایاں سر انجام دیں گے احادیث میں اس کا الگ تفصیلاً تذکرہ موجود ہے۔ یہ بہت ابتلاء مصائب اور پوری دنیا کے کفار سے مقابلہ کا زمانہ ہوگا۔ شدید قحط' قحط کے بعد ہر چیز کی فراوانی' اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو پہلی نماز کی امامت کے بعد آپ ان کے اعوان و انصار معاون و مددگار کی حیثیت سے ان کے ساتھ تین سال گزاریں گے۔ انچاس سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگی۔ دیگر تفصیلات احادیث میں تفصیلاً بیان ہوئیں ہیں۔

☆.....☆.....☆

قسط نمبر1

تحریر: مولانا فقیر اللہ اختر

حیات مسیح علیہ السلام اور قرآن کریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت پیدائش سے لے کر رفع الی السماء اور پھر نزول سے لے کر قرب قیامت تک معجزات سے عبارت ہے۔ ان کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔ گود میں اپنی ماں کی بریت میں کلام کرنا جبکہ وہ ابھی چند ایام کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا۔ برص کے مریضوں کو شفاء دینا۔ پیدائشی اندھوں کو بصارت عطا کرنا اور پھر یہودیوں کی تدبیر کے وقت روح مع الجسد آسمان کی طرف اٹھائے جانا اور پھر قیامت سے پہلے دنیا میں حقیقتاً نزول فرمانا اور دجال کو قتل کرنا ان تمام باتوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اثبات اور جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا برملا اظہار ہے۔ ان تمام معجزات کو قرآن حکیم اور احادیث نبویہ نے مفصل بیان کیا ہے۔ جن سے کسی ایمان دار کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلام اس بات کا قطعی اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں حقیقی طور پر دوبارہ آئیں گے۔ ان کی آمد کے وقت دنیا میں ہر طرف فتنہ اور شر پھیلا ہوگا۔ دجال اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ اپنی ربوبیت کا پرچار کر رہا ہوگا۔ تو اس دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان سے نازل فرمائیں گے جو دجال کو قتل کر کے حکومت الٰہیہ کا قیام عمل میں لائیں گے۔ فتنے وفساد کی جگہ امن قائم ہوگا اور بلاشبہ دنیا اس وقت امن کا گہوارہ ہوگی اور تمام اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

حیات مسیح علیہ السلام اور قرآن حکیم

اس بات پر امت محمدیہ میں کبھی اختلاف واقع نہیں ہوا بلکہ تمام متفق ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں اور ان کا دوبارہ نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا ۰ النساء آیت۵۹“ ترجمہ:...... ﴿بلاشبہ تمام اہل کتاب مسیح پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے

آئیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔﴾

آیت کی تفسیر حدیث نبوی سے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نازل ہوں گے جو حاکم عادل ہوں گے۔ سولی توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ پھر اس آیت کی تصدیق کے لئے حضرت ابوہریرہؓ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی اور فرمایا اس آیت کو پڑھ لو۔(بحوالہ بخاری ج ا ص ۴۹۰ مسلم ج ا ص ۸۷)

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اس آیت کا یہی مفہوم سمجھا ہے کہ اس آیت میں اہل کتاب کے جس ایمان لانے کا ذکر ہے اس کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے ساتھ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب قیامت کے نزدیک دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس طرح مفسر قرآن ترجمان اسلام حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اس آیت سے مراد مسیح ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہے۔(درمنثور ص ۲۴۱ ج ۲)

مشہور تابعی اور ابن عباسؓ کے شاگرد امام قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "فاذا نازل آمنت به الادیان کلها۔" جب مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا تو ان پر تمام دینوں والے ایمان لے آئیں گے۔(بحوالہ تفسیر ابن جریر ص ۱۴ ج ۶)

معروف تابعی حضرت حسن بصریؒ جن کا علم و تقویٰ تمام کے نزدیک مسلم ہے ان سے کسی شخص نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔(تفسیر ابن جریر ص ۱۴ ج ۶)

امام ابن جریر جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک معتبر آئمہ حدیث ہیں (چشمہ معرفت) امام صاحب نے اس آیت کی تفسیر کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا! یہ آیت اہل کتاب کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ گویا ان کے نزول کا وقت ہو پھر اس مفہوم کے صحیح ہونے پر یہ حدیث ذکر فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"انی اولی الناس بعیسی بن مریم لانه لم یکن بینی وبینه وانه نازل فاذا رایتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الخلق الی الحمدة والبیاض سبط الشعر الحدیث

ابن جریر ص۱۶ ج۶" ترجمہ :......﴿میں تمام لوگوں سے زیادہ مسیح کے قریب ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ وہ اتریں گے جب تم ان کو دیکھو تو ان کی شناخت کر لینا۔ وہ درمیانہ قد کے ہیں۔ ان کا رنگ سرخی اور سفیدی مائل ہے اور بال سیدھے ہیں۔﴾

ان احادیث اور صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے آثار و اقوال سے واضح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نیز تابعین حضرات نے اس آیت کا یہی مفہوم لیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام پر ان کی آمد ثانی اور نزول کے وقت ایمان لائیں گے۔

اگر اس آیت کا مفہوم لیا جائے کہ اس آیت میں اہل کتاب کے جس ایمان لانے کا ذکر ہے وہ ہو چکا ہے تو یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ اس لئے لفظ "لیومنن" مضارع ہے۔ مع نون تاکید ثقیلہ کا صیغہ مستقبل میں معنی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ ماضی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے" لیومنن" کا معنی یہ ہے کہ اس ایمان لانے کا وقت زمانہ مستقبل میں ہوگا اور یہ وہی وقت ہے جس کی تفصیل مندرجہ بالا احادیث اور آثار کی روشنی میں گزر چکی ہے۔

"ومکروا ومکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۰ واذ قال اللّٰہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ ۰ آل عمران آیت ۵۴،۵۵" ترجمہ :......﴿(یہود نے) تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے مسیح سے فرمایا میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھ کو کفار سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے پیروکاروں کو قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔﴾

تدبیر کیا تھی؟۔ آیات بالا میں یہود کی جس تدبیر کا ذکر ہے وہ دراصل یہ تھی کہ جس دور میں حضرت مسیح علیہ السلام نے نبوت کا اعلان کیا تھا اس وقت تک شریعت موسوی کافی حد تک بدل چکی تھی۔ یہودی فقہاء من مرضی سے دین کی تعبیر کرتے۔ جن کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام نے آواز بلند کی اور ان کے غلط کردار اور روش پر روشنی ڈالنا شروع کی جس سے یہودی فقہاء کو اپنے مفادات خطرے میں پڑتے نظر آنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مفادات کی بقاء اور تحفظ کی خاطر حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا جس کا تذکرہ انجیل متی باب ۲۳ تا ۲۵ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

عملی اقدام

انہوں نے سوچا کہ کوئی ایسا الزام لگایا جائے جس کی شرعی سزا سولی یا قتل ہو۔ وہ اس منصوبہ سے دو مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ نمبر ایک یہ کہ مسیح علیہ السلام سے جان چھوٹ جائے گی اور اپنی روش میں آزاد ہوں گے۔ نمبر دو صلیب کی موت شریعت موسوی میں لعنت کی موت ہے اور ایسی موت سے مرنے والا لعنتی قرار پاتا ہے۔ چنانچہ تورات میں ہے جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔(استثناء باب۲۱ فقرہ ۲۳)

فقہاء یہود نے چند الزامات کی فہرست مرتب کر کے حاکم وقت کو پیش کی۔ حاکم وقت نے انہیں غیر معتبر خیال کیا لیکن فقہاء یہود نے مسیح علیہ السلام کو سزا دینے پر اصرار کیا۔ بادشاہ انکار کے باوجود فقہاء کے اصرار کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بلآخر حضرت مسیح علیہ السلام پر فرد جرم عائد کر دی گئی اور ان کو صلیب پر چڑھانے کا سرکاری نوٹس جاری ہو گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ان حالات کا بخوبی علم تھا۔ وہ موقعہ پاکر کسی مخفی مقام پر پہنچ گئے۔ جس کا پولیس سراغ لگانے میں ناکام رہی۔ بلآخر انہوں نے گرفتاری کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک خصوصی شاگرد یہودا کو بھاری لالچ دے کر اپنے جال میں پھنسالیا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی گرفتاری میں پولیس سے تعاون کرے۔ چنانچہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام جس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے اس کی نشاندہی کر دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدبیر وں کو ناکام بنادیا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس انداز سے فرمایا:

”واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینات ۰ المائده ۱۱۰“ تدبیر کیسے ناکام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰه وماقتلوه وماصلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا ۰ بل رفعه اللّٰه الیه وکان اللّٰه عزیز حکیما ۰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا ۰ النساء ۱۵۷تا۱۵۹“

ترجمہ :...... ﴿اور ان کا یہ قول کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا لیکن ان میں تشبیہ ڈال دی گئی۔ بلاشبہ جن لوگوں نے اس بارہ میں

اختلاف کیا وہ خود شک میں ہیں۔ ان کے پاس سوائے گمان کے کچھ علم نہیں اور یقینی بات یہی ہے کہ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی ایک مگر وہ اس (مسیح) پر اس کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔﴾

ان آیات نے ان کی تدبیر کی ناکامی کا ذکر کیا ہے۔ جب پولیس حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے آئی تو خدا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ اس پر ڈال دی جو گرفتاری میں تعاون کر رہا تھا۔ چنانچہ وہی حضرت مسیح علیہ السلام کی جگہ گرفتار ہوا۔ حکومت نے اسے ہی مسیح علیہ السلام سمجھ کر سولی پر چڑھادیا اور اپنے طور پر مطمئن ہوگئے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو سولی دے دی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور یہود کے دعویٰ کی تردید کردی۔ خدا کا اپنی طرف اٹھانا غالب حکمت پر مبنی تھا کہ اے یہود! تم آج جس مسیح علیہ السلام کو مجرم سمجھ کر سولی پر چڑھایا ہے اور اس کو قتل کے دعویدار ہو۔ ایک وقت آئے گا تم اس کی صداقت کو تسلیم کروگے اور اس پر اس کی موت سے پہلے ضرور ایمان لاؤ گے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں تو اس آیت کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔ کیونکہ یہود ابھی تک حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے حالانکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر یہودیوں کے ایمان لانے کو کئی تاکیدوں سے ذکر فرمایا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ یہ واقعہ ضرور ہوکر رہے گا کہ تمام یہود حضرت مسیح علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائیں گے۔ آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے جس سے کسی قسم کا شک نہیں۔

البتہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وفات مسیح علیہ السلام کا نظریہ ان آیات کی روشنی میں بالکل باطل اور لغو قرار پایا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے دعویٰ کی تردید کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھانے کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی قطعاً ثابت نہیں کہ سولی کے اس واقعہ سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت واقع ہوگئی تھی جس سے اس نظریے کو تقویت ملتی ہو کہ موت پہلے آئی ہے اور یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اعتراف ہے کہ: ''سولی کے اس واقعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام زندہ بچ گئے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۸۲)

سولی اور رفع کے درمیان موت ثابت نہیں جس سے واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سولی کے واقعہ سے بچاکر اپنی طرف اٹھالیا اور یہی موقف تمام مسلمانوں کا چلا آرہا ہے۔ جو ان آیات

کی روشنی میں بالکل صحیح اور درست ہے۔

”وانہ لعلم الساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ۰ الزخرف ۶۱“

ترجمہ:...... ﴿بلاشبہ (حضرت مسیح) قیامت کی ایک نشانی ہے تم اس نشانی کے رونما ہونے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قیامت کی ایک نشانی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ تم اس نشانی کے رونما ہونے میں شک نہ کرو۔ ثابت ہوا کہ اس نشانی کا رونما ہونا ضروری ہے۔ اب ظاہر ہوگیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قیامت کی ایک نشانی ہونا کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ جس کو قیاس کی ٹو متو سے معلوم کیا جائے بلکہ اس کا تعلق نص اور دلیل کی پیروی سے ہے۔ لہذا تم ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے نص اور دلیل کی پیروی کرو۔

آیت کی تفسیر حدیث رسول سے

نص اور دلیل وہی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ایک لمبی حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ جس میں دجال اور دیگر بڑے خوفناک فتنوں کا ذکر ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرقی دمشق میں سفید منارہ پر نازل کرے گا اور وہ دجال کو باب ”لد“ کے مقام پر قتل کریں گے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں قیامت کے برپا ہونے کا ذکر ہے۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے علامات قیامت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا! جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو قیامت قائم نہ ہوگی۔ جن میں آپ نے خروج دجال اور نزول مسیح علیہ السلام کا ذکر بھی فرمایا! اسی طرح رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میری ملاقات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ ان سے قیامت کی آمد کی بابت سوال ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ پھر بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیر دی گئی تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ بعد ازاں پھر بات حضرت مسیح کی طرف لوٹائی گئی۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میرے ہاتھ میں دو چھڑیاں ہوں گی۔ دجال جب مجھے دیکھے گا تو سیسے کی طرح پگھل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھوں سے ہلاک کردے گا۔ (مسند احمد ص ۳۷۵ ج۱)

آثار صحابہ و تابعین کرام سے

ترجمان قرآن حضرت عبدالرحمٰن بن عباسؓ فرماتے ہیں :

”مادری علم الناس بتفسیر هذه الاية ام بقتطولها وانه لعلم الساعة قال نزول عیسیٰ ابن مریم • تفسیر ابن جریر ص ٥٤ ج ٢٥“

ان احادیث و آثار سے واضح ہے کہ مذکورہ آیت میں ”علم الساعة“ سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے جس کا ظہور قیامت کے قریب ہی ہوگا۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو یہ نشانی ظہور پذیر نہ ہوگی اور اس آیت کریمہ کا کیا بنے گا؟ کیا وہ لغو اور بے کار سمجھی جائے گی۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ آیت کے مصداق حضرت مسیح علیہ السلام قیامت کے نزدیک ضرور نازل ہوں گے اور آیت کی مذکورہ پیشگوئی یقیناً درست ثابت ہوگی۔

” ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذرية • الرعد آیت ٣٨ “

ترجمہ :......﴿البتہ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ہم نے ان کی بیویاں اور اولاد بنائی۔﴾

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ تمام رسولوں کی بیویاں اور اولاد تھی مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں کوئی تصدیق نہیں ہوسکی کہ انہوں نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور ان کی اولاد پیدا ہوئی ہو۔ یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مسلم ہے کہ :”حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔“(تریاق القلوب ص ٢٠١)

البتہ نازل ہوکر وہ نکاح کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓو راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

”ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض یتزوج ویولد یملك خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری “ترجمہ :......﴿عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ وہ ۴۵ سال ٹھہریں گے پھر فوت ہوکر میرے ساتھ دفن ہوں گے۔﴾

اس حدیث مبارکہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صاحب اولاد بھی ہوں گے اور ان کی بیوی بھی ہوگی۔ جاری ہے!

تحریر: پروفیسر اسرار الحق شاہ

مفسد اور مفتری قادیانی نبی

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب کشتی نوح کے مندرجات اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نوح میں بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کا ذکر قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیا ہے۔ سورۃ الحاقہ کی آیات ۱۱ اور ۱۲ میں قرآن حکیم کے الفاظ ہیں:

"انا لما طغاالماء حملنکم فی الجاریة ۰ لنجعلها لکم تذکرة وتعیها اذن وعیة"

ترجمہ:...... ﴿جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر لیا۔ تاکہ اس کو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔﴾

یہاں اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ بتانا ہے کہ آخرت کا انکار اور خدا کی تکذیب کا انجام ہولناک ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی کشتی نوح میں دیدہ ودانستہ یا شیطان کے ورغلانے میں آکر اللہ تعالیٰ کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کتاب میں اس نے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن حکیم کو جھٹلایا ہے۔ قرآن حکیم کے واضح اور صریح الفاظ کے باوجود اس نے ایسے واقعات بیان کئے ہیں جسے پڑھ کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے مگر اس کے پیروکار یعنی قادیانی حضرات کو احساس تک نہیں ہوتا۔

اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ذریت کو بغرض تعلیم یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ:

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔" آگے چل کر لکھتا ہے کہ:

"سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

ان الفاظ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سچے مسلمان کی مانند قرآن پر عقیدہ رکھتا ہے۔ یعنی اس کے ایک ایک حرف کو سچا اور منجانب خدا تسلیم کرتا ہے۔ مگر عملی طور پر اس کا کیسا رویہ ہے اسے جاننے کے لئے ہم آپ کو قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران کی آیات نمبر ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷۔ نیز سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۱۲

کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

"اور جب فرشتوں نے (مریم) سے کہا کہ اے مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ۔ اس کے آگے سربسجود ہو اور جو بندے اس کے آگے جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔ اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوش خبری دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔ لوگوں سے گہوارے میں کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہوگا۔ یہ سن کر مریم بولی! پروردگار! میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا۔ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران کی ان آیات کے بعد سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۱۲ کو بھی ملا کر پڑھئے:

"اور عمران کی بیٹی مریم نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی۔ پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔"

آپ نے اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن حکیم فرقان مجید کو دیکھ لیا کہ کن صریح الفاظ میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پاک، متبرک، برگزیدہ، صالح، مقرب، عبادت گزار، رکوع اور سجدہ کرنے والے اور فرمانبردار جیسے الفاظ سے نوازہ ہے۔

اب دوسری جانب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کو ملاحظہ کیجئے جو اس نے اپنے پیروکاروں یعنی قادیانی حضرات کو مخاطب کر کے کشتی نوح میں تحریر کی ہیں۔ کہتا ہے کہ:

"مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی عزت کرتا ہوں۔ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔

یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"

قرآن حکیم کے الفاظ آپ نے دیکھے اور مرزاغلام احمد قادیانی کے الفاظ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ایسا شخص جو اپنے منہ سے کہتا ہے بلکہ تسلیم کرتا ہے کہ قرآن جیسی کوئی دوسری کتاب نہیں اور یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ "نوع انسان کے لئے" روئے زمین پر "قرآن جیسی کوئی اور کتاب نہیں" تو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے مندرجہ بالا خیالات کہاں سے اور کیوں حاصل کئے۔ اپنی انا کو قادیانیوں میں قائم رکھنے کے لئے محض جھوٹی باتوں کا اجرا کیا۔ اگر مرزاغلام احمد قادیانی قرآن حکیم کو مانتا تو ایسے گندے الفاظ کو اپنی کتاب میں ہرگز جگہ نہ دیتا۔ اس کی اس کتاب میں بے شمار مقامات پر ایسے ہی لغو اور بیہودہ کلمات کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو قرآن سے براہ راست متصادم ہو کر اسے جھٹلانے کی (نعوذباللہ!) کوشش کرتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں اور ان ٹھوس شہادتوں کی موجودگی میں اس جھوٹے قادیانی نبی کو مفسد اور مفتری کہا جائے تو غلط ہوگا؟۔

میرا یہ سوال ان قادیانی حضرات سے ہے جو انصاف پسند اور بصیرت کے مالک ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یوم آخرت کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح میں ایک اور بات کہی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"اسی لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں آیت: "اھدنا الصراط المستقیم" میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گزشتہ کی نعمت بھی پائیں گے۔ نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں۔ اسی کی طرف سورۃ تحریم میں بھی ارشاد کیا ہے کہ بعض افراد کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے۔ جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔"

یہاں پر مرزاغلام احمد قادیانی حضرت مریم علیہا السلام کو پارسائی اختیار کرنے والی شخصیت قرار دے رہے ہیں جبکہ اسی کتاب میں اس نے حضرت مریم علیہا السلام کو (نعوذباللہ!) زانیہ کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذباللہ!) زناکاری کی اولاد کہا ہے۔ آخر کیا سبب ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی سے اتنی

بڑی بھول ہو رہی ہے ؟۔ دراصل اسے اپنا الو سیدھا کرنا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ :

"اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا۔ پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائے گی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا۔ یعنی مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو عورت کی صفت حاصل کر کے مریم بننا چاہتا ہے تاکہ کسی طرح اس کے شکم سے حضرت عیسیٰ پیدا ہو جائیں۔ آپ نے اور ہم نے بلکہ تقریباً ہر ایک شخص نے ہیجڑے دیکھا ہوگا جو عورت سے مشابہ ہونے کی سعی لاحاصل میں ہر دم مصروف رہتا ہے۔ مگر آج تک کسی ہجڑے نے اپنے پیٹ سے کوئی بچہ نہیں جنا۔ آفرین ہو مرزا غلام احمد قادیانی پر کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا دوسرا جنم دے کر اپنے بطن سے پیدا کر دیا۔"

اسی کشتی نوح میں وہ لکھتا ہے کہ :

"براہین احمدیہ میں میرا نام مریم رکھا گیا اور بذریعہ الہام مجھ سے سوال کیا گیا کہ : "انی لک ھذا" اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔ پھر کہتا ہے کہ اسے حکم ہوا : "ھذا الیک بجزع النخلۃ" یعنی اے مریم کھجور کے تنا کو ملا۔ پھر ایک اور الہام سے اگلا پچھلا کلابا ملاتا ہے کہ :

"اے مریم! تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو۔ میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم (مرزا غلام احمد قادیانی) کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔ قادیانی حضرات کو مبارک ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن مرزا غلام مرتضیٰ نے اپنے پیٹ سے حضرت عیسیٰ (مرزا غلام احمد قادیانی) کو پیدا کرنے کا بندوبست کر لیا۔ آگے چل کر کشتی نوح کے الفاظ یوں رقم طراز ہیں :

"میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی۔"

اس پیدائش کو مرزا غلام احمد قادیانی "بکمال تصریح" سے یوں بیان کرتا ہے :

(۱)............ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا۔

(۲)............ پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔

(۳)............ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا۔ اور اس طرح وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔

بقیہ صفحہ 7 پر

ادارہ

مکتوبات اکابر

(1)

اس شمارہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کے تین مکتوب گرامی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ پہلا خط 15 جنوری 1953ء کا ہے جو آپ نے مجلس احرار اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو تحریر کیا۔ اس میں روزنامہ آزاد کے بعض انتظامی امور کا تذکرہ ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دوسرے اکابر چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں مجلس کے لئے ملکیتی زمین حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ چناب نگر میں حقوق شہریت حاصل ہو جائیں اور وہاں پر ختم نبوت کا کام کیا جاسکے۔ وہاں پر ربوہ کے قیام سے پہلے رہائشی کسی عورت کی زمین تھی۔ اس کی بابت تذکرہ ہے۔ چونکہ حضرت مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد (لائل پور) میں رہائش پذیر ہونے کے باعث ربوہ کے قریب تھے تو حضرت امیر شریعتؒ اور حضرت مجاہد ملتؒ نے یہ کام آپ کے ذمہ لگایا تھا۔ اب بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر جو 11/12 اکتوبر 2001ء میں منعقد ہو رہی ہے اس میں تشریف لانے والے حضرات توجہ فرمائیں کہ کس طرح اکابرین امت یہاں پر ختم نبوت کے کاز کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتے تھے۔ چناب نگر میں تمام مساجد و مدارس انہیں اکابرین امت کی جاں گسل محنتوں کا صدقہ ہیں۔ نیز اس خط میں کراچی کنونشن کا تذکرہ ہے جو تحریک ختم نبوت 1953ء کی تیاری کے لئے فروری میں منعقد ہوا تھا۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کی معاملہ فہمی اور تدبر کو داد دیجئے کہ آپ اس کنونشن کراچی کے بعد جماعت کی جنرل کونسل کا اجلاس بلانا چاہتے تھے تاکہ تحریک کا تمام نظم مضبوط ہاتھوں میں رہے اور قادیانی یا حکومت اسے تشدد کے راستہ پر نہ ڈال سکیں۔ لیکن جنرل کونسل کا اجلاس نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ تمام رہنما کراچی کنونشن سے اگلے روز گرفتار کر لئے گئے۔ اس خط میں جن حضرات کا تذکرہ ہے سب ایک ایک کر کے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں۔ ان میں سے صرف حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت با کرامت رکھیں۔

15.10.55 از علی پور

بخدمت جناب حضرت مولانا صاحب زید مجدکم

السلام علیکم مزاج گرامی۔ آپ کا گرامی نامہ معہ [illegible] مولاناؤں کے محمد فاضل صاحب

کے خط کے ۲۰۔۱۰۔۵۵ کو ملا۔ میں نے چنیوٹ سے لوٹتے ہی شیرازی صاحب سے

بات پختہ کر کے جامعہ صاحب کو لکھ دیا تھا وہ وہاں موجود نہ تھے جب واپس آئے تو وہ خلاف [illegible]

منتظر تھے میں مستعدی اور مولانا غلام اللہ خان سے [illegible] آیا تو شیرازی صاحب استعفا دیکر لاہور گئے

ہوئے تھے [illegible] مال [illegible] جمع کر کے جامعہ صاحب کے حوالہ کر دیا ہے۔ ۱۵٪ کا فیصلہ ہوا ہے۔

جامعہ صاحب کی زبانی [illegible] صاحب [illegible] سے معلوم ہوا کہ پچھلے دنوں [illegible]

کا [illegible] حساب ملکو جاتے تھے پھر [illegible] نے چھوڑ دیا اس سے آگے

حساب صاف نہیں [illegible] سے پہلے مولوی حمید کو صوفی صاحب کے ساتھ لگا دیا گیا تھا کہ

دو تین ماہ کا حساب لکھا تو [illegible] درج کر دیں چنانچہ وہ کر رہے ہیں۔

اخبار آزاد میں اب حرف [illegible] یہ شعبہ قابل توجہ ہے مولوی صاحب بچارے [illegible]

[illegible] کے باوجود [illegible] میں ادارۃ [illegible] کی [illegible] الایمان [illegible] کے [illegible]

ہیں۔ [illegible] ۲۴۔ ۲۵ [illegible]

[illegible] میں [illegible] دا [illegible] آج [illegible]

میری [illegible] میں چنیوٹ والی [illegible] آئی تھی یہاں دو دن [illegible]

[illegible] نے آپ سے اس کا بیان ذکر کیا ہوگا۔ [illegible]

[illegible] وہ ناقابل برداشت ہے [illegible] [illegible] حاصل کرنا

[illegible] میں [illegible]

[illegible] جنرل [illegible] بلادیں لیکن وہ [illegible]

حیثیت ہے [illegible] بات [illegible]

[illegible]

ویسے اجلاس صرف جا نفرنس کے نام پر بھی بلایا جا سکتا ہے اور وہ کامیاب ہوگا۔ خواہ اس میں
کام کے اعتبار سے کاروائی عزل کونسل کی سی زیادہ ہو۔ اور بہر حال یہ ہر پروگرام
سے بہتر ہوگا۔ البتہ یہ جو شیعہ ہو کہ ان کا رنگ آ جائیں۔
امید ہے کہ مجاہد صاحب کراچی پہنچ گئے ہوں گے اور ان سے تو رابطہ ہو گیا ہوگا۔ سلسلہ رشتہ ... تیار
ہو رہا ہے جو شیخ صاحب اور قاضی صاحب کو ایک دو دن اس کام کے لئے ضرور مجبور کرنا ہوگا۔
موجود ہوگا۔ ... میں کہ تو یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ وہ روپے ہمیں ادا کرنا ہی ہوگا
البتہ اگر وقت ملا کریں تو کچھ دے کر جائیں، خیر قرار دیں۔ والسلام تاج محمود عفا اللہ عنہ

(2)

دوسرے خط پر تاریخ درج نہیں لیکن ربوہ میں زمین حاصل کرنے کے لئے جس مائی صاحبہ سے بات چل رہی تھی اس کی نسبت تذکرہ ہے۔ وہ مائی صاحبہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتی تھی۔ رجوعہ متصل چنیوٹ کے سادات کے زیر اثر تھی۔ رجوعہ کے سادات کو منوانے کے لئے معروف شیعہ رہنما جناب سید مظفر علی شمسی مرحوم کے اثر سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا تو اس کی بابت اشارہ ہے۔ یاد رہے کہ آج بھی چناب نگر میں کام کرنے کے لئے شیعہ سنی اتحاد اس علاقہ میں ضروری ہے۔ اے کاش یہ بات دوستوں کو سمجھ آ جائے۔ شاہکوٹ کے متصل چک بھوڑو میں قادیانیوں کا اثر تھا۔ پہلی ختم نبوت کانفرنس کرنا مقصود تھی۔ اس کے مقررین کی بابت تذکرہ ہے۔ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد لقمانؒ، سائیں محمد حیاتؒ کی تاریخیں مطلوب تھیں۔ یہ سب حضرات رد قادیانیت پر امت مسلمہ کے نامور مناظر و مقرر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کو دیکھیں انہیں حضرات کی قربانیوں کے باعث آج چک بھوڑو میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخ قائم ہے۔ خط میں چک بھوڑو کے جلسہ اور دیگر امور کے لئے لاہور کے جماعتی احباب بالخصوص ضیغم احرار حضرت شیخ حسام الدینؒ (جن کا پہلے خط میں تذکرہ ہے) کو بھوڑو کے احباب کی اعانت کے لئے توجہ دلائی گئی۔ الحمد للہ مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اکابر کے متعین کردہ خطوط پر اپنے نظم کو چلا رہی ہے۔ اس کی واضح دلیل ایک یہ خط بھی ہے کہ جس طرح حضرت مولانا تاج محمودؒ نے بھوڑو کی جماعت کے لئے لاہور کی جماعت کی امداد پر زور دیا آج بھی بھوڑو جماعت کے تمام تر کام کی نگرانی لاہور مجلس کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے ذمہ ہے۔ قارئین لولاک کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال قادیانیوں نے مسلمانوں سے تصادم کیا۔ مسلمانوں کو زخمی کیا اور قادیانیوں نے ایک قادیانی کو ٹھکانے لگا کر الٹا اس کیس میں بھوڑو کے مسلمانوں کو ناجائز طور پر ملوث کر دیا۔ اس کیس کی پیروی کے لئے مجلس نے اپنے تمام تر ذرائع استعمال کر کے مسلمانوں کی مدد کی۔ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوڑو چک کے لئے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی۔ لیجئے خط پڑھئے:

ڈونگی پور   بخدمت جناب حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

حبیب اللہ

السلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ خط ملا حالات سے آگاہی ہوئی [illegible]

[illegible] ۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔

(1) چنیوٹ والی مائی نذیر [illegible] سے [illegible] صاحب کی معافی مانگنے کے ۵۰۰ روپے

کی بات کہی ہے۔ میری عدم موجودگی میں گھر میں رہی پھر چلی گئی میں وہاں گیا

تو ملی نہیں۔ [illegible] اور دوسرے دوستوں کے ذمہ لگا کر آیا تھا کہ ملکر دریافت کرنا

انہوں نے جواب نہیں دیا۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وہ ادھر بات کر

رہی ہے اس صورت میں اور ۷۰۰ روپے (ساڑھے سات سو) اور ۶۰۰ روپے سب [illegible]

ہو گیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ وہاں ہماری طرف [illegible] کر کے اپنی [illegible]

بازار کو بڑھانا چاہتی ہو۔ زمین والے قصہ میں سب سے بہتر شکل یہ

[illegible] اور [illegible] رجوع سے زمین کا حصول والی سکیم ہے۔

(2) ایک بھوڑو میں [illegible] دفتر [illegible] ہو گیا تھا۔ [illegible] نقصان ہے

[illegible] صاحب [illegible] ملتے ہیں کہ ان

ایام میں [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] موسم میں [illegible] صورت دیکھو گا

ان کا یہ [illegible] نقصان ہے۔ [illegible] (اور پانچ سو روپے) [illegible]

ان کی ایک [illegible] اور دوسرے [illegible] دوسرے دن

دن میں دو [illegible] کر کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] صاحب۔ گو وہ پہلے [illegible] آیا ہے۔

(3) ایک بھوڑو والوں کے [illegible] ان کے مسائل کے بارے میں بھی کوئی تعاون [illegible]

ہونا چاہئے یہ بڑی ضروری بات ہے کم از کم جن کی زمینیں دفتر

میں [illegible] ان کو زمین مل جانی چاہئے یا اگر ملی ہوئی ہے تو

وہ کسی ادھر ادھر کے [illegible] چھینی نہیں جانی چاہئے۔

(4) اخبار کی [illegible] میرا [illegible] کی [illegible] کی بات ہے۔ [illegible] صاحب

[illegible] صاحب [illegible] اس [illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] لگا۔ اور حالات سے [illegible]

[illegible] مصطفیٰ [illegible] کے متعلق [illegible] اور [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] تھا [illegible] کرتے۔ میں [illegible] ان کو عرض [illegible]

لیکن [illegible] میں [illegible] انشاء اللہ میں اول [illegible]

تیسرا خط 6 فروری 1953ء کا تحریر کردہ ہے۔ یہ خط بھی پہلے خطوط کی طرح مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو تحریر کیا گیا۔ اس میں بھی زیادہ تر چک بھوڑو کے جلسہ کی تفصیلات ہیں۔ اس کے ساتھ ایک اور چھوٹی سی سلپ ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جو کسی وضاحت کی محتاج نہیں:

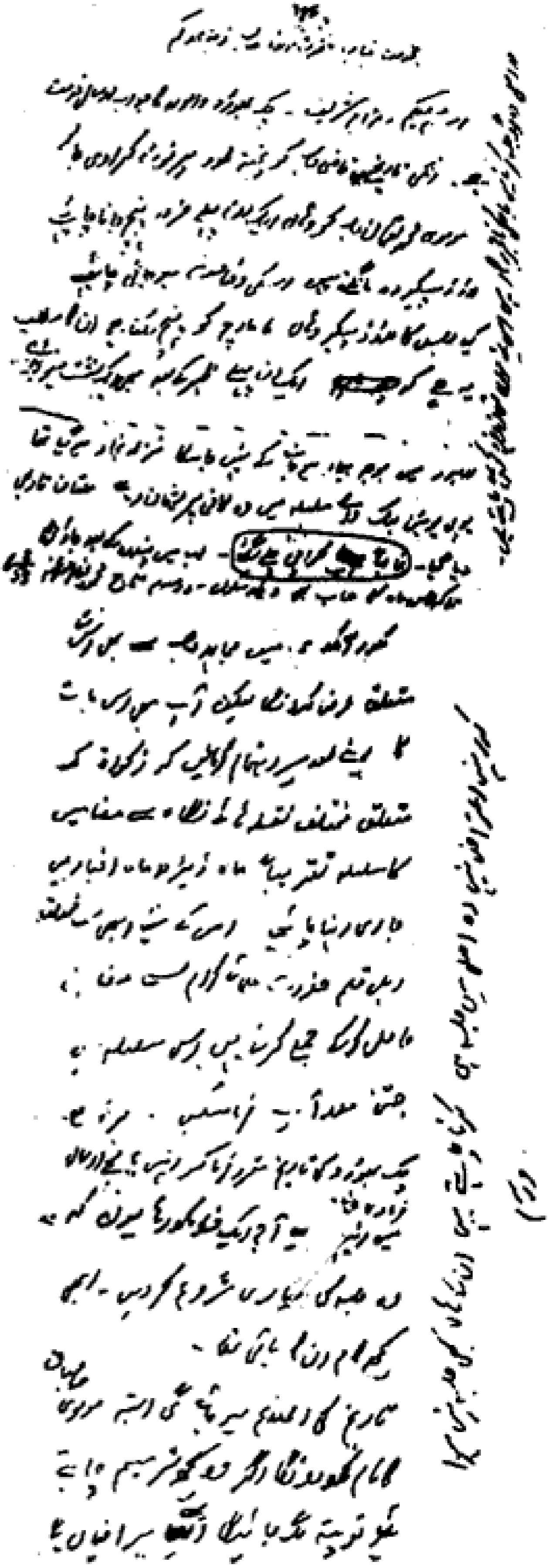

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ

تحریر: سید شمشاد حسین

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم صاحب گمتھلویؒ احقر کے ماموں تھے اور حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ میرے ماموں کے بڑے صاحبزادے تھے جنہیں ہم بھائی جان کہا کرتے تھے۔

ہمارا خاندان قیام پاکستان سے قبل پنجاب کے ضلع کرنال کے ایک قصبہ "گمتھلہ گڑھو" میں مقیم تھا۔ مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ سہارنپور میں رئیس المحدثین مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری کے مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد تھانہ بھون حضرت حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کافی عرصہ تک خانقاہ میں بطور مفتی کام کرتے رہے۔ اس اثناء میں آپ کے گھر والے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ یوں حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ کو بچپن سے ہی حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی صحبت اور تربیت حاصل رہی۔ وہیں پر قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی کتب بھی وہیں پر پڑھیں۔ بہت ذہین اور جوہر قابل تھے۔ اس زمانہ کی باتیں آپ کو یاد تھیں۔ اکثر ان کا تذکرہ فرماتے اور خوش ہوتے۔ حاضرین بھی بے حد محظوظ ہوتے۔ دورہ حدیث کے لئے دیوبند میں داخل ہوئے اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ سے حدیثیں پڑھیں اور سند فراغت حاصل کی۔ یوں آپ میں تھانویؒ اور مدنیؒ کا محبت بھرا امتزاج تھا۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی کے بیعت ہونے کا قصہ خوب مزے لے لے کر سنایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ لوگ مولانا تھانویؒ اور مولانا مدنیؒ کے اختلافات کی بات کرتے ہیں وہ محض ان کا سیاسی اجتہاد تھا ورنہ ایک دوسرے کو دل وجان سے چاہتے تھے .... چنانچہ جب حضرت مدنیؒ ایک بار گرفتار ہوئے تو حضرت تھانویؒ بہت افسردہ ہوئے اور فرمایا:

’’آج معلوم ہوا کہ مجھے مولانا مدنیؒ سے کتنی محبت ہے۔‘‘

قیام پاکستان سے قبل ہی اپنے والد ماجدؒ کے ساتھ عمرہ اور حج پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہاں تقریباً ایک سال تک قیام رہا۔ مسجد نبوی ﷺ کے اندر رمضان المبارک کی راتوں میں آپ کو نوافل میں قرآن پاک سنانے کا شرف حاصل ہوا۔ قیام پاکستان سے قبل شاہ آباد کے قصبہ میں اپنے والد ماجد کے مدرسہ حقانیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور قیام پاکستان کے بعد ضلع سرگودھا کے قصبہ ساہیوال میں مدرسہ حقانیہ کی بنیاد رکھی اور تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ فتاویٰ کی خدمت سے اہل شہر اور علاقہ بھر کو نوازا............!

آپ معتدل مزاج تھے۔ چنانچہ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں ہی ہمیشہ معتدل علماء کو بلاتے۔ جن میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ‘ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی‘ حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید انور‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادر کے نام قابل ذکر ہیں۔ مشائخ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیر المدارس‘ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلویؒ‘ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کو خاص طور پر بلایا کرتے............!

آپ اکابرین کے مسلک کے محافظ تھے۔ جہاں کہیں اپنے مسلک سے روگردانی دیکھتے دلائل کی روشنی میں اس کا تعاقب فرماتے۔ اس سلسلہ میں آپ نے تنقیدی کتابیں بھی لکھیں مگر آپ کا اسلوب اس قدر معتدل تھا کہ مخالفین بھی آپ کی اس صفت کو مانتے تھے۔ علمی اختلاف کو علمی اختلاف تک محدود رکھتے۔ ذاتیات یا اختلاف برائے اختلاف کو ہمیشہ برا سمجھتے۔

پاکستان کے علمی حلقوں میں آپ تعارف کے محتاج نہ تھے۔ اس کا تجربہ احقر کو کئی بار ہوا۔ جھنگ میں حضرت مولانا صادق حسین شہیدؒ‘ حضرت مولانا مفتی عبدالحلیمؒ‘ حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ اکثر فرمایا کرتے کہ حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ ہمارے اکابرین میں سے ہیں۔ سرگودھا میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ حضرت مولانا قاری جلیل الرحمن صاحبؒ‘ سلانوالی میں حضرت حکیم شریف الدین کرنالویؒ‘ شاہ پور صدر میں حضرت مولانا عبدالکریم مظاہری اور خوشاب میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کو ہمیشہ آپ کے حق میں رطب اللسان پایا۔

ایک بار ایک کام کے سلسلہ میں صوبہ سرحد جانے کا اتفاق ہوا۔ دریائے اٹک ۔ سے آگے ایک جگہ بس رکی تو ایک بڑی عمر کے عالم بس میں سوار ہوئے۔ میری سیٹ پر ایک جگہ خالی تھی۔ چنانچہ قدرتی طور پر وہ میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعارف شروع ہوا اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ احقر نے قصبہ ساہیوال کا نام لیا تو ان کے چہرہ پر ہلکا سا تبسم اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فرمانے لگے آپ کے قصبہ میں ایک بہت بڑے جید عالم حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ وہ میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ بڑی عقیدت اور محبت سے فرمانے لگے کہ میری دلی خواہش ہے کہ میں ان کی زیارت کروں مگر ابھی تک یہ موقع میسر نہیں آیا۔ آج آپ کی زیارت ہوگئی یہ بھی غنیمت ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کے علمی کمالات اور آپ کی کتابوں کا تذکرہ جاری رہا اور سفر کا پتہ ہی نہ چلا۔ ہمارے پیرو مرشد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے جید علماء آپ کی بات کو سند کے طور پر پیش کرتے تھے............!

ایک بار حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستان تشریف لائے تو کراچی کے علماء نے ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کتابیں دیکھنے کے لئے وقت چاہئے اور سفر کے دوران یہ مشکل ہے کراچی سے لاہور تشریف لانے پر حضرت مہتمم صاحبؒ نے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ سے اس مسئلہ کا تذکرہ فرمایا۔ جس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا ہم تو بوڑھے ہوگئے ہیں۔ یہ کام تو مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی کے کرنے کا ہے۔ چنانچہ جب حضرت حکیم الاسلام فیصل آباد تشریف لائے تو ہمارے حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحبؒ زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرتؒ نے دیکھتے ہی فرمایا: "ہم تو آپ کو آسمانوں میں ڈھونڈتے تھے آپ تو زمین پر ہی مل گئے۔" اس کے بعد حضرت نے وہ مسئلہ آپ کے حوالے کیا اور فرمایا: "اس کا حل چاہئے۔"

حضرت مفتی صاحبؒ نے فیصل آباد میں ہی بیٹھ کر ایک ہفتہ تک شب و روز اس مسئلہ پر تحقیق فرمائی اور مختلف کتابوں سے حوالہ جات کی روشنی میں مدلل اور شافی جواب پیش کیا۔ حضرت حکیم الاسلام اور دیگر اکابرین بے حد مطمئن اور خوش ہوئے۔

پاکستان کے بعد آپ کا اصلاحی تعلق حضرت تھانویؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ بانی و مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور سے رہا۔ اکثر حضرت کی مجالس کے نورانی واقعات سنایا کرتے۔ حضرت مفتی

صاحب کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے مشورہ سے حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے روحانی تعلق قائم کیا اور کئی بار کراچی جاکر حضرت کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ ذکر جلی اور ذکر خفی کی لذتوں سے سرشار ہوتے ہوئے سلوک کی منازل طے کیں۔ حضرت پھولپوریؒ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ سے تعلق قائم ہوا اور حضرت علامہ نے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کو خلافت کی خلعت سے نوازا۔ اسی طرح مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی خلافت اور بیعت واصلاح کی اجازت کے لئے منتخب فرمایا۔ یوں آپ اپنے اکابرین کے منظور نظر اور حضرت تھانویؒ کے سلسلہ کی آخری نشانی تھے۔

پوری زندگی توکل اور سادگی سے گزاری۔ مدرسہ کے لئے نہ کوئی سفیر تھا نہ کبھی چندہ کے لئے اپیل کی۔ اللہ کے توکل پر جو کچھ بھی میسر آتا رہا اسے مدرسہ اور مسجد پر لگاتے رہے۔ پچاس سال سے جس مکان میں رہائش پذیر تھے اس کی مرمت یا پلستر وغیرہ کی نوبت نہ آئی۔ اس کی گنجائش ہی نہ تھی۔ چند چار پائیوں اور بستروں کے علاوہ گھر میں کچھ بھی نہ اثاثہ نہیں۔

لیکن حقانیہ مدرسہ حقانیہ مسجد اور حقانیہ عیدگاہ کی شاندار عمارات آپ کے خلوص اور انتظامی صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہیں۔ مدرسہ کے لئے سرکاری گرانٹ اور زکوٰۃ فنڈ سے کبھی کچھ لینا گوارا نہ کیا۔ مقامی ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کے بار بار اصرار پر ہمیشہ انکار فرمایا۔ زندگی کے آخری ایام میں علماء کے اصرار پر اسلامی نظریاتی کونسل کا عہدہ بھی اس شرط پر قبول فرمایا کہ کوئی معاوضہ یا تنخواہ نہ لوں گا۔ حقیقتاً آپ اسلاف کا سچا نمونہ تھے۔ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اکثر اللہ تعالیٰ کے کرم اور احسانات کا ذکر فرماتے۔ غیر اللہ سے تعلق بھی صرف دین کی خاطر رکھتے۔ حساس اور غیور تھے۔ شاید اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کی یہ ادا پسند آگئی اور آپ کو آخر وقت تک کسی اور کی طرف دیکھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ یکم جنوری 2001ء 5 شوال 1421ھ کو اپنے مدرسہ حقانیہ میں حسب معمول مغرب کی نماز تک سب نمازیں پڑھائیں اور مغرب کے بعد گھر تشریف لے گئے اور نماز عشاء سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنے پاس بلالیا۔ ایک لمحہ بھی کسی بچہ کو یا گھر والوں کو تکلیف دینا گوارہ نہ فرمائی۔

پاکستان سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ اسے نعمت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ ہمیشہ امن و سلامتی کے لئے کوشاں رہتے اور دعائیں کرتے۔ حکمرانوں کو بھی گاہے بگاہے پند و نصائح سے نوازتے۔ شہر میں شیعہ سنی اور

دیوبندی بریلوی اختلافات کو علمی حد تک رکھتے کبھی جنگ وجدال کی نوبت نہ آنے دی۔ اسی لئے ہر مکتبہ فکر کے لوگ آپ کو امن کا داعی سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے موقع پر پورا شہر بند ہو گیا اور سبھی لوگوں نے اس مرد مومن کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس علاقہ کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔

اللہ کے فضل سے آپ کے پانچوں صاحبزادے سید عبدالصبور، سید عبدالغفور، سید مفتی عبدالقدوس، سید عبدالودود اور سید محمد عبداللہ سبھی حافظ قرآن اور علم دین سے بہرہ ور ہیں۔ ان میں سے مفتی سید عبدالقدوس کو آپ کا قرب زیادہ نصیب ہوا۔ سفر و حضر میں ہمیشہ انہیں ساتھ رکھا اور اٹھارہ سال تک فتاویٰ کی تربیت سے نوازا۔ مدرسہ کا انتظام وانصرام بھی ان کے حوالے کر دیا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ آپ کی یہ جگہ خالی نہ رہی۔

آپ کے انتقال کے بعد ملک بھر سے علماء و مشائخ تعزیت کے لئے قصبہ ساہیوال میں تشریف لائے۔ کندیاں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اپنے صاحبزادگان کے ہمراہ تشریف لائے۔ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور ملتان ہی سے مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی، ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مبلغ ختم نبوت اور جماعت کے روح رواں حضرت مولانا اللہ وسایا، فیصل آباد سے حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب، کبیر والا سے حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب، جھنگ، سرگودھا، سلانوالی، چوکیرہ اور علاقہ بھر سے علماء کے وفود آرہے ہیں۔ جبکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر اور پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ضعف و کمزوری کی وجہ سے خود تشریف نہ لا سکے۔ مگر اپنے صاحبزادگان حضرت مولانا قاضی ظہور حسین اظہر اور حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر کو نماز جنازہ میں شرکت کے لئے بھیجا۔ حضرت مولانا عبدالحق خان صاحب کو تو خاص طور پر حضرت مفتی صاحبؒ کے لحد میں اتارے جانے کے شرف سے حصہ ملا۔ جبکہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خانوادہ کے چشم وچراغ شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین فرمائی۔ ان سب حضرات کی آمد سے اہل شہر اور اہل خانہ کو یقیناً صبر اور حوصلہ ملا اور ساتھ ہی حضرت مفتی صاحبؒ کی عظمت کا احساس بھی اجاگر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منور فرمائے اور فیض کا یہ چشمہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے امسال 16 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں 5 اگست 2001ء بروز اتوار کو منعقد ہوئی۔ الحمد للہ! اس سال بھی حسب سابق بڑے تزک واحتشام سے کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے رہنما مولانا منظور احمد الحسینی' جناب محترم قاری محمد عثمان ایڈووکیٹ' جناب طہ قریشی صاحب نے چار ماہ قبل اسلامیان برطانیہ کو دعوت دینے کا عمل شروع کردیا تھا۔ پاکستان سے حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب' حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے ڈیڑھ دو ماہ قبل قریہ قریہ دعوتی تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ امسال حضرت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم ڈیڑھ ماہ قبل برطانیہ تشریف لے گئے۔ آپ کی قیادت باسعادت میں لندن سے گلاسگو تک ہر چھوٹے بڑے برطانوی شہر کا تبلیغی دورہ ہوا اور یوں کانفرنس سے قبل اسلامیان برطانیہ کو ختم نبوت کانفرنس برطانیہ میں شمولیت کے لئے تحریکی انداز میں تیار کیا گیا۔ چنانچہ 5 اگست کو جب کانفرنس منعقد ہوئی تو سامعین وحاضرین کا جوش وجذبہ قابل دید تھا۔

پہلا اجلاس حسب پروگرام صبح دس بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے کی اور مہمان خصوصی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور جامعہ فاروقیہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ تھے۔ اس اجلاس سے قاری عبدالملک' مولانا عبدالغفور حیدری ناظم عمومی کی جمعیت علماء اسلام پاکستان' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی' حضرت مولانا منظور احمد الحسینی' حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا مفتی محمد اسلم ناظم اعلیٰ جمعیت علماء برطانیہ' مولانا قاری محمد حنیف جالندھری' ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان ورئیس جامعہ خیر المدارس ملتان' مولانا فضل رحیم مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے خطاب کیا۔

دوسری نشست ظہر کی نماز کے بعد ہوئی۔ صدارت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ

خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم تھے۔ قاری عبدالملک کی تلاوت کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی نیابت میں صدارتی کلمات ارشاد فرمائے۔ جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو' قاری خلیل احمد بندھانی' حاجی عبدالحمید بلجئیم' قاری احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ' جناب طہ قریشی' قاری محمد اسماعیل رشیدی' مولانا عبدالرشید ربانی' مولانا مفتی عبیداللہ خالد' قاری فیض اللہ چترالی' مولانا زاہد محمود قاسمی' جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ' مولانا عبیدالرحمن' علامہ خالد محمود' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید' مولانا عبدالرزاق رحیمی' حافظ محمد یوسف عثمانی اور دوسرے حضرات نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی کامیابی پر اظہار تشکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ' مولانا محمد اکرم طوفانی' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا منظور احمد الحسینی' مفتی محمد جمیل خان' علامہ خالد محمود' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' صاحبزادہ سعید احمد' مولانا عبدالمجید فاضل دیوبند' مولانا عزیزالرحمن رحمانی' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا قاری خلیل احمد بندھانی' قاری فیض اللہ چترالی' حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ' مولانا بلال پٹیل' مولانا عبیدالرحمن' حافظ عبدالقدیر' مولانا محمد اسماعیل رشیدی' حافظ محمد نگین' قاری عبدالملک' مولانا ہارون گجراتی' سید عمران زکی' محمد فیصل' محمد فیروز' مولانا محمد یوسف عثمانی' عتیق انور' مفتی سہیل احمد' مفتی محمد اسلم' قاری ہاشم' مولانا شمس الحق مشتاق' مولانا طاہر خان سویڈن' حاجی عبدالحمید' ملک افضل بلجیئم' مولانا مشتاق الرحمن جرمنی' مولانا بشیر احمد' شاہد محمود' مولانا طارق مشتاق ناروے نے سولھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی شاندار کامیابی اور یورپ کی کانفرنسوں کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے برطانیہ' جرمنی' ناروے' سویڈن' بیلجیئم' فرانس' ہالینڈ کے علماء کرام اور مشائخ عظام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کی کامیابی عقیدہ ختم نبوت سے مسلمانوں کی وابستگی اور حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کی واضح دلیل ہے۔ ان علماء کرام نے جمعیت علماء برطانیہ' جمعیت اتحاد المسلمین' جامعہ دارالعلم والہدیٰ' دارالعلوم بری' مجلس دعوۃ الحق' دارالعلوم لندن' اسلامک دعوت اکیڈمی اور برطانیہ کی تمام مساجد کے علماء کرام اور کمیٹیوں کے افراد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپیل کی کہ وہ ابھی سے 4 اگست 2002ء کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی کامیابی کے لئے کام شروع کردیں اور دنیا میں جہاں کہیں بھی قادیانی اسلام کے خلاف کام کر رہے ہوں ان کا تعاقب کرنے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کریں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس گلاسگو

جامع مسجد مرکزی گلاسگو کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس 29 جولائی کو منعقد ہوئی۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب صابر علی صاحب آف گلاسگو نے انجام دیئے۔ حرم کعبہ کے مدرس حضرت مولانا محمد مکی حجازی حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ کانفرنس مثالی طور پر کامیاب رہی۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی وطن واپسی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم برطانیہ کے تبلیغی دورہ اور ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ عمرہ سے فراغت کے بعد 11 اگست کو شام چار بجے پاکستان تشریف لائے۔ لاہور ائیرپورٹ پر جماعتی احباب اور آپ کے متوسلین کی بہت بڑی تعداد نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی اور صاحبزادہ سعید احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ تشریف لائے۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب' صاحبزادہ رشید احمد صاحب' صاحبزادہ نجیب احمد ایک روز پہلے تشریف لائے۔

14 اگست کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا اللہ وسایا کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے جہاں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے جماعتی امور پر مشاورت ہوئی۔

یاد رہے کہ حضرت امیر مرکزیہ 6 ستمبر کوہاٹ' 7 ستمبر پشاور' 8 ستمبر ہری پور' 9 ستمبر لاہور' 10 ستمبر گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کی صدارت فرمائیں گے۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحب کا تبلیغی دورہ راولپنڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے 10 اگست سے 15 اگست تک راولپنڈی کا دورہ کیا۔ جہاں آپ نے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا' مختلف مساجد اور مدارس میں آپ کے رد قادیانیت پر تربیتی بیانات ہوئے۔ ان پروگراموں میں راولپنڈی کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن اور اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد خالد میر آپ کے ہمراہ رہے۔

حضرت مولانا خدا بخش اور مولانا محمد اسماعیل کا تبلیغی دورہ بلوچستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 20 سے 25 اگست تک رد قادیانیت کورس ژوب میں منعقد ہوگا۔ 26 سے 28 اگست تک کوئٹہ کے مختلف مدارس عربیہ میں رد قادیانیت پر حضرت مولانا خدا بخش صاحب اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے بیانات ہوں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ان پروگراموں میں ہمراہ ہوں گے۔

رد قادیانیت کورس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد اشرف غلہ منڈی بہاول پور میں 7 سے 9 اگست تک تین روزہ رد قادیانیت کورس منعقد ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا خدا بخش صاحب' حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب' حضرت مولانا محمد اسحق ساقی نے مختلف عنوانات پر لیکچر دیئے۔ مکہ مکرمہ جامعہ صولتیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمن نے اختتامی خطاب اور دعا فرمائی۔ کورس میں مدارس عربیہ' سکولز و کالجز کے طلباء' سرکاری ملازمین' تاجر برادری اور عوام کی بہت بڑی تعداد نے تینوں روز کورس میں شرکت کر کے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی حاصل کی۔

ضلع پاکپتن کا ایس ایس پی ؟

چیچہ وطنی سے حکیم حافظ حبیب اللہ چیمہ "نمائندہ لولاک" نے اطلاع دی ہے کہ ضلع پاکپتن کا ایس ایس پی انور ورک مبینہ طور پر قادیانی ہے۔ مبینہ طور پر پاکپتن' عارف والا کے قادیانیوں کو اس کی آشیرباد حاصل ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ دنوں پاکپتن خانقاہ فریدیہ شکر گنج میں دم گھٹنے سے بیسوؤں آدمی جو ہلاک ہوئے تھے ان دنوں بھی انور ورک یہاں کے ایس ایس پی تھے۔ حکومت سے درخواست ہے کہ وہ اس کی مکمل انکوائری کرا کے وہاں کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے عذاب سے نجات دلائے۔

حکومت چناب نگر کے اسکولوں کو قادیانیوں کے حوالے نہ کرے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات نے چیف ایگزیکٹو پاکستان اور گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وسیع تر عوامی مفاد کے پیش نظر 1972ء میں قومیائے گئے تعلیمی ادارے سابقہ این جی اوز کو نہ دیئے جائیں اور چناب نگر سابقہ ربوہ سے تین سرکاری ہائی سکول گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی

اسکول بوائز چناب نگر گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر اور گورنمنٹ فضل عمر گرلز ہائی سکول چناب نگر قادیانی جماعت کے سپرد نہ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں چناب نگر ایک ایسا شہر ہے جس میں قادیانیوں کے سوا اور کوئی رہائش نہیں رکھتا اور اگر یہ تین ادارے قادیانی جماعت کو دے دیئے گئے تو ان تعلیمی اداروں میں ہزاروں مسلمان طلبہ وطالبات تعلیم سے محروم ہو جائیں گے کیونکہ چناب نگر میں کوئی مسلمانوں کا اسکول نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ہائی اسکول قائم ہے کیونکہ چناب نگر کی ایک ہزار ایکٹر اراضی پر قادیانی جماعت غیر مسلم کا ہی قبضہ ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ طے شدہ معاملات کو نہ چھیڑا جائے اور قادیانیوں' عیسائیوں کے تعلیمی ادارے کسی صورت میں بھی واپس نہ کئے جائیں۔ جبکہ گورنمنٹ ٹی آئی ہائی اسکول اور نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر کی اراضی اور عمارتیں سرکاری طور پر تعمیر کی گئی ہیں۔

سی بی آر کے قادیانی چیئرمین کو برطرف کیا جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات نے صدر پاکستان و چیف ایگزیکٹو' وفاقی وزیر خزانہ اور وفاقی وزیر مذہبی امور سے مطالبہ کیا ہے کہ وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر سینٹرل بورڈ آف ریونیو (سی بی آر) کے نئے چیئرمین قادیانی غیر مسلم ریاض ملک کو فوری طور پر اہم کلیدی عہدہ سے علیحدہ کیا جائے اور کسی محب وطن مسلمان کو اس اہم عہدہ پر تعینات کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں کسی قادیانی کا کوئی حصہ نہیں ہے اور قادیانیوں نے گورداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل ہونے کے بعد ہندوؤں سے ساز باز کر کے دوبارہ بھارت میں شامل کروادیا تھا اور ہندوستان نے پٹھانکوٹ سے کشمیر تک سڑک تعمیر کر کے کشمیر پر قبضہ کرلیا تھا۔ افسوس ہے کہ اب پھر قادیانیوں کو مالیاتی شعبوں کا سربراہ بنا کر مسلمانوں کے لئے مسائل پیدا کئے جارہے ہیں جبکہ کسی کلیدی عہدہ پر کسی ملک اور اسلام دشمن قادیانی کو تعینات نہیں کیا جاسکتا اور وزیر خزانہ کی تمام پالیسیاں ناکام ہوگئیں ہیں اور قادیانیوں کا سی بی آر پر قبضہ کرایا جارہا ہے تاکہ وہ مسلمانوں سے بدلے لے سکیں اور پاکستانی معیشت کو مزید تباہ کردیں۔

چک نمبر 10 بہاول نگر کے ریاض احمد کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر کے مبلغ حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی کی اطلاع کے مطابق علماء کرام کے ایک وفد نے چک نمبر 10 کا تبلیغی دورہ کیا۔ حیات مسیح علیہ السلام اور قادیانیت کے کفریہ عقائد پر گفتگو ہوئی۔ چک نمبر 10 کے ریاض احمد نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا۔

ادارہ

قافلہ آخرت

حضرت مولانا غلام قادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر احیاء العلوم قادریہ شکارپور کے بانی صوبہ سندھ میں اہل حق کے جرنیل حضرت مولانا غلام قادر صاحب شکارپوریؒ 13 جولائی 2001 کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں ہزاروں عقیدت مندوں کی سسکیوں اور آہوں میں رحمت حق کے سپرد کردیا گیا۔

مولانا غلام قادر ایک معاملہ فہم، مدبر اور زیرک مجاہد اسلام اور بزرگ عالم دین تھے۔ اسلامی نظام کے لئے زندگی بھر کوشاں رہے۔ تحریک ختم نبوت میں ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ دارالہدیٰ ٹھیڑی سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ شکارپور میں دینی تعلیم کے لئے مثالی ادارہ قائم کیا۔ حق گو، نڈر اور بہادر عالم دین تھے۔ زندگی بھر اعلاء کلمہ حق کے لئے آپ کی خدمات وقف رہیں۔ بڑی آب و تاب سے بے مثل زندگی گزاری۔ ان کے مجاہدانہ کارناموں کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

ان کی وفات کے صدمہ نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، پیر طریقت مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ، مولانا شاہ محمد امروٹیؒ، حضرت ہالیجویؒ کی وفیات کے صدمہ کو تازہ کردیا۔ مرحوم ان تمام اکابر کی روایات کے امین اور ان کے مشن کے حدی خواں تھے۔ اکابرین اہل حق کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ان کی للکار حق سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا تھا۔ شان سے جئے۔ بڑی کامیاب زندگی گزاری۔ عمر بھر غریب پروری میں مصروف کار رہے۔ ان کے وجود سے اہل حق کی آب و تاب وابستہ تھی۔ ان کا خلاء صدیوں پر نہ ہوگا۔ جمعیت علماء اسلام کی کامیابی کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر محنت کی۔ ان کے صاحبزادگان مولانا عبدالقادر اور حافظ عبیداللہ پوری دیوبندی برادری کی طرف سے تعزیت کے مستحق ہیں۔ ان کی خوبیوں کے مدتوں تذکرے رہیں گے۔ آخر کیوں نہیں کہ وہ خود بھی تو خوبیوں کا حسین گلدستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد کو اپنی رحمتوں سے منور فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا نور ہاشم صاحب رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ عثمانیہ تلہ گنگ کے سرپرست حضرت مولانا نور ہاشم صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کی ساری زندگی مدرسہ عثمانیہ عید گاہ میں دینی خدمات سرانجام دینے میں گزری۔ موصوف حضرت مولانا فضل احمد رحمتہ اللہ علیہ سابق رکن شوریٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے چھوٹے بھائی تھے۔ ہر دو بھائیوں نے دارالعلوم دیوبند کے علمی چشمہ سے سیرابی حاصل کی تھی اور پھر زندگی کے قیمتی لمحات علاقہ تلہ گنگ میں دینی اقدار کی سربلندی کی جدوجہد میں گزار دیئے۔اللہ تعالیٰ مولانا نور ہاشم کے درجات کو بلند فرمائیں۔ان کے حسنات کو قبول فرمائیں۔انہیں اپنی رحمت ورضوان سے نوازیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اس صدمہ میں مرحوم کے اہل خانہ اور مدرسہ عثمانیہ کے اساتذہ اور طلباء کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔اللہ کریم ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔

حضرت مولانا شفاء الرحمٰن بخاری مرحوم

مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم مبلغ حضرت مولانا محمد علی جانباز مرحوم کے صاحبزادے اور مولانا علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے منجھلے بھائی مولانا شفاء الرحمٰن بخاری 13 اگست 2001ء مطابق 22 جمادی الاولیٰ 1422ھ بروز سوموار اچانک وفات پاگئے۔ موصوف باب العلوم کہروڑ پکا تشریف لے گئے تھے۔ اچانک طبیعت خراب ہوئی۔ سنبھل نہ سکے اور اس دنیا کو خیرباد کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کہروڑ پکا سے میت سمندری لائی گئی اور انہیں اپنے عظیم والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ان کے حسنات کو قبول فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔

حضرت مولانا محمد شفیق الرحمٰن مرحوم

بھیرہ کے ممتاز دینی و علمی خاندان کے جواں سال خطیب حضرت مولانا محمد شفیق الرحمٰن مرحوم گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرماگئے۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت محمد رمضانؒ کے بھتیجے مولانا عزیز الرحمٰن خورشید خطیب جامع مسجد فاروقیہ ملکوال کے چچازاد بھائی تھے۔اللہ کریم مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ان کے حسانات کو قبول و منظور فرمائیں۔اللہ کریم علوی خاندان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

☆......☆......☆

ادارہ

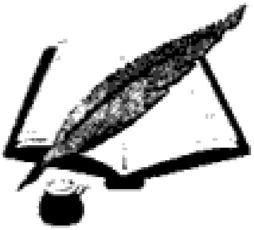

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے
دو کتابوں کا آنا
ضروری ہے

نام کتاب : مقدمہ قادیانی مذہب...... قادیانی قول و فعل (حصہ اول و دوم)
مصنف : پروفیسر محمد الیاس برنی
صفحات : 424
قیمت : 100روپے
ناشر و ملنے کا پتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان 'فون: 514122

عقیدہ ختم نبوت کے عظیم مبلغ حیدر آباد دکن یونیورسٹی کے پروفیسر جناب محمد الیاس برنی نے شہرہ آفاق کتاب "قادیانی مذہب" تحریر فرمائی تھی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے جدید حوالہ جات کے ساتھ اسے شائع کیا۔ اس وقت سے احباب کی رائے تھی کہ حضرت پروفیسر مرحوم کی دوسری دو کتابیں "مقدمہ قادیانی مذہب" اور "قادیانی قول و فعل حصہ اول و دوم" کو بھی جدید حوالہ جات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ سال بھر کی محنت کے بعد مجلس نے اب اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یوں ان دونوں کتابوں کو ایک ساتھ شائع ہونے پر پروفیسر محمد الیاس برنی کی رد قادیانیت پر تمام کتابوں پر جدید حوالہ جات کی تخریج و تحقیق کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ فلحمدللہ اولاً و آخراً! کمپیوٹر کتابت 'عمدہ طباعت 'اعلیٰ کاغذ 'خوبصورت ٹائٹل 'مضبوط جلد 'ان تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت صرف =/100 روپے ہے۔ مقدمہ قادیانی مذہب و قادیانی قول و فعل یکجا۔ قیمت =/100 روپے۔ قادیانی مذہب قیمت =/150 روپے ہے۔ اڑھائی صد روپیہ بھیج کر یہ کتابیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ وی پی نہ ہو گی۔ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔

نام کتاب : قادیانی پٹاری
مصنف : ملک محمد عارف بیوپاری
صفحات : 130
قیمت : 40روپے مع ڈاک خرچ

ملنے کا پتہ : ملک محمد عارف بیوپاری پرانی سبزی منڈی شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ

مصنف ملک محمد عارف صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شرق پور شریف ایک مضبوط ارادہ و عمل کے مجاہد ختم نبوت ہیں۔ انہیں اعتراف ہے کہ ان کی واجبی سی تعلیم ہے۔ بڑھاپے کے باوجود عزم کے جوان ہیں۔ کتاب کے چالیس سے زائد عنوان قائم کر کے مواد جمع کر دیا ہے۔ اس میں بعض تسامحات ہیں۔ مثلاً قادیانی کذاب کے چیلے مرزا قادیانی کی 80 سال کی عمر کی پیشگوئی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی عمر 1835ء بتاتے ہیں اور اس جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے اس کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں کہ مصنف نے بھی عمر غلط لکھ دی۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اس کی پیدائش 1839ء یا 1840ء ہے۔ بعض حوالہ جات بھی تصحیح طلب ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی طرف ضرور توجہ کی جائے گی۔ کتاب کے مصنف کا جذبہ قابل رشک حد تک قابل داد ہے۔ کاغذ‘ طباعت‘ جلد بندی میں عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین قدر دانی کریں گے۔

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

آسان نسخہ

ایک مرزائی نے آکر مجھ سے کہا کہ :

"عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔ انہیں آسمان پر نہیں اٹھایا گیا تھا۔ وہ تو زخمی ہو کر کشمیر آ گئے تھے اور اب ان کی قبر کشمیر میں محلہ خانیار میں ہے۔"

میں نے اس سے کہا۔ تب تو بات صاف ہو گئی۔

اس نے حیران ہو کر میری طرف دیکھا اور بولا :

"کیا مطلب ...... کون سی بات صاف ہو گئی۔"

"دیکھو! میں بتاتا ہوں ...... یہ بات جو آپ نے کہی، مرزا قادیانی نے کشتی نوح میں لکھی ہے۔ لیکن اس بات سے پہلے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا اور وہ میں ہی ہوں۔ اس میں دو رنگی نہیں آتی۔ یعنی مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہے ...... لیکن مرزا قادیانی تو قادیان میں دفن ہے ...... وہ تو آپ ﷺ کی قبر میں دفن نہیں ہے اور بقول اس کے حضرت عیسیٰ دفن ہیں کشمیر کے محلہ خانیار میں ...... تو وہ مسیح موعود کہاں رہ گئے جنہیں آپ کے ساتھ دفن ہونا ہے۔"

وہ لگے ادھر ادھر دیکھنے ...... میں نے فوراً ان سے کہا کہ :

"آپ کے لئے میرے پاس ایک بہت آسان نسخہ ہے ...... اس سے صرف آپ کے لئے نہیں تمام مرزائیوں کے لئے مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکتا ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا ...... اور بولا :

کیا مطلب ...... وہ نسخہ کیا ہے؟

"آپ لوگ ایسا کریں کہ کشمیر کے محلہ خانیار ہو آئیں ...... اگر اخراجات کا مسئلہ ہے تو ہم آپ کو لے چلتے ہیں ...... اگر وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی قبر ہوئی تو آپ جیتے ہم ہارے ...... اگر وہاں عیسیٰ ابن مریم کی قبر نہ ہوئی تو آپ لوگ تمام کے تمام جھوٹے ...... لہٰذا آپ کو مرزائیت سے تائب ہونا پڑے گا ...... بولئے کیا کہتے ہیں ...... آپ لکھ کر دیں ...... کہ اگر وہاں ان کی قبر نہ ہوئی تو ہم مرزا قادیانی کو بالکل جھوٹا مان لیں گے۔"

اس نے میری بات کا جواب نہ دیا اور اٹھ کر چلا گیا اور میں سوچنے لگا ...... آج تک اس نسخے پر عمل آخر کیوں نہیں کیا گیا ...... کوئی وفد محلہ خانیار کیوں نہیں گیا ...... ختم نبوت کے سرکردہ رہنماؤں سے میرا یہ سوال ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام
مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر
لانبی بعدی
خان محمد
شاہ نفیس الحسینی
سالانہ ختم نبوت ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس
۵ شعبان تا ۲۸ شعبان ۱۴۲۲ھ
بمطابق
23 اکتوبر تا 14 نومبر 2001ء
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا ۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان
04524/212611 061/514122

اسلام زندہ باد

ختم نبوۃ زندہ باد

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

11 12 اکتوبر

۲۳ ۲۴ رجب

بروز جمعرات جمعۃ المبارک

فرما گئے یہ ہادی
لانبی بعدی

۲۰ واں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

زیرِ صدارت

مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرتِ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- اتحادِ امت

ردِّ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔
ان شاء اللہ

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبرز
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611